احمدی بچوں کے لئے

جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ

مرتبہ

شیخ خورشید احمد

نائب ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ

نام کتاب .... جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ

مرتب .... شیخ خورشید احمد

ناشر .... لجنہ اماءِاللہ ضلع کراچی

شمارہ نمبر 79

طبع .... کراچی سے پہلی بار

تعداد 1000

کمپوزنگ .... وحید منظور میّر

ٹائٹل ڈیزائننگ .... محمد وحید احمد

پرنٹر .... **پرنٹ گرافکس** ڈیزائنر اینڈ پرنٹرز

فون : **0300-2560760, 0300-2260712**

A Brief History of Ahmadiyya Movement
By
Sheikh Khurshid Ahmad

Published by : **Lajna Ima'illah Karachi**

Printed by : Print Graphics Karachi
Phone : **0092-300-2260712, 0092-300-2560760**

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان کے ساتھ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی استقامت کے ساتھ اپنے تصنیف واشاعت کے منصوبے کوآگے بڑھا رہی ہے زیر نظر کتاب اس سلسلے کی اُناسی ویں کتاب ہے۔الحمدللہ علیٰ ذالک

ہم محترم شیخ خورشید احمد صاحب کے شکرگزار ہیں جنہوں نے اپنی کتابوں کی افادیت کے پیش نظر ان کی اشاعت کے حقوق لجنہ کراچی کو دے دئے۔ہم ’جوئے شیریں‘ اضافوں کے ساتھ طبع کروا چکے ہیں۔اب ’جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ‘ اضافوں کے ساتھ پیش خدمت ہے۔اس میں دور خلافت رابعہ اور آغازِ خلافت خامسہ کا عرصہ شامل کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ محترم شیخ خورشید احمد صاحب کو اجر عظیم سے نوازے۔

اس نئے ایڈیشن میں جو اضافہ کیا گیا ہے اس میں محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ سیکرٹری اشاعت لجنہ اِماءِ اللہ کراچی کی خاص توجہ، دلچسپی اور محنت شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بے غرض ومقبول خدمتِ دین کی توفیق دیتا چلا جائے اور اپنی تائید و نصرت عطا کرے۔(آمین)

اس کتاب کی نظارت اشاعت ربوہ سے منظوری لی گئی ہے۔

خاکسار

امۃ الحفیظ محمود بھٹی

صدر لجنہ کراچی

عرضِ حال

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اُس نے مجھے حضرت سیّدہ امّ متین مریم صدیقہ صاحبہ (اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے) کی خواہش کی تعمیل میں احمدی بچوں کیلئے آسان اور سادہ زبان میں جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور پھر اسے جماعت میں مقبولیت بخشی۔

اس کا پہلا ایڈیشن 1967ء میں شائع ہوا تھا اس کے بعد اس وقت تک کم و بیش بیس (20) ایڈیشن اُردو زبان میں شائع ہو چکے ہیں۔ جبکہ دنیا کی دیگر اہم زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ اس کا انگریزی ترجمہ جماعت کی ویب سائٹ پر محفوظ ہو چکا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

میں لجنہ کراچی کا از حد ممنون ہوں جس نے بہت سے ضروری اضافوں کے ساتھ اسے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

خاکسار ان اصحاب کا ممنون ہے جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں مفید مشورے دیئے اور مدد فرمائی۔ میری درخواست ہے کہ اس میں اگر کوئی غلطی یا خامی نظر آئے تو ضرور مجھے مطلع کر دیں تا کہ آئندہ ایڈیشنوں میں اس کی اصلاح کا موقع مل سکے۔

بالآخر درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو جماعت کے نونہالوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید اور بابرکت بنائے اور خاکسار کے لئے اسے رضائے الٰہی کے حصول کا موجب بنائے۔ آمین

خاکسار
شیخ خورشید احمد
از ٹورنٹو، کینیڈا

'جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ' کے متعلق مؤقر آراء

حضرت سیدہ اُمّ متین مریم صدیقہ صاحبہ غفر اللہ لھا (سابق صدر لجنہ اِماءِ اللہ مرکزیہ)

جماعت میں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر موضوع پر کثیر تعداد میں لٹریچر شائع ہو رہا ہے وہاں بچوں اور بچیوں کی دینی و علمی معلومات وسیع کرنے کے لئے لٹریچر کی کمی ہے حالانکہ بچپن کی عمر میں ضرورت ہے کہ دین سے روشناس کروایا جائے، اپنے مذہب کے اصول معلوم ہوں، روایات کا علم ہو، تا اُن کی روشنی میں بچے اپنے آپ کو ڈھال سکیں۔ تاریخ احمدیت پر جتنی کتب اس وقت تک لکھی گئی ہیں وہ سب ایسی ہیں کہ کہ جن سے ایک تعلیم یافتہ شخص ہی فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ کم تعلیم یافتہ خواتین یا چھوٹے بچوں کے لئے ضرورت تھی کہ ایک ہلکی پھلکی کتاب ہو جس کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء اور اُن کی تمام تحریکات اور واقعات کا علم ہو سکے۔

سو الحمد للہ شیخ خورشید احمد صاحب (نائب ایڈیٹر الفضل ریٹائرڈ) نے بچوں کے لئے اس موضوع پر کتاب لکھ کر میری اس دیرینہ خواہش کو پورا کیا۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔ یہ کتاب ناصرات الاحمدیہ کے آئندہ امتحانات کے لئے بھی تجویز کی گئی ہے اس لئے تمام لجنات کتاب منگوائیں اور کوشش کریں کہ بڑے گروپ کی ہر بچی اس امتحان میں شامل ہو اور احمدیت کی تاریخ سے واقف ہو۔

صرف ایک دو کتابوں کا لکھا جانا احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے کافی نہیں۔ مَیں اُمید کرتی ہوں کہ احباب جماعت اس قسم کی کتابوں کے لکھنے کی طرف مزید توجہ فرمائیں گے تا ہمارے بچے ان کو پڑھ کر دین حق کے شیدائی بنیں۔ آمین ثم آمین

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری (سابق ناظر اشاعت لٹریچر وتصنیف)

جماعت کے بچوں اور بچیوں کے لئے احمدیت کی مختصر تاریخ کا مسودہ میں نے پڑھ لیا ہے۔ میری رائے میں یہ کتاب جماعت کے بچوں اور بچیوں کے لئے انشاء اللہ بہت مفید ہوگی۔ ہر گھرانا میں اس کتاب کا موجود ہونا بچوں کی تربیت کے پیشِ نظر ازبس ضروری ہے۔ مضمون سادہ الفاظ میں لکھا گیا ہے جس سے کم علم رکھنے والے بڑی عمر کے اصحاب بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ احمدیہ لٹریچر میں یہ کتاب ایک مفید اضافہ ہے۔

(الفضل 19رجنوری 1967ء)

حضرت مولانا ابوالعطا صاحب فاضل

ایک سو اٹھائیس صفحات کی یہ کتاب مکرم شیخ خورشید احمد صاحب نائب ایڈیٹر روزنامہ الفضل نے تالیف فرمائی ہے میں نے اسے لفظاً لفظاً پڑھا ہے یہ کتاب احمدی بچوں اور بچیوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ شیخ صاحب موصوف کو بچوں کی تعلیم وتربیت کے لحاظ سے خاص ملکہ حاصل ہے۔ آپ کئی سال تک رسالہ تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں آپ نے اپنی اس تصنیف میں چھوٹے بچوں کے مناسب حال اور چھوٹے چھوٹے فقروں میں دلنشین انداز میں اختصاراً سلسلہ احمدیہ کی ضروری تاریخ کو چار ابواب میں جمع کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب موصوف کو جزائے خیر بخشے اور اس رسالہ کو احمدی بچوں اور بچیوں کے لئے مفید اور بابرکت بنائے۔

(الفضل 2رفروری 1967ء)

تبصرہ روزنامہ 'الفضل' ربوہ

یہ کتاب سادہ اور شستہ زبان میں ہے جماعت احمدیہ کی تاریخ شروع سے لے کر آخر تک واقعات پر مشتمل ایسی ترتیب سے لکھی گئی ہے کہ نہ صرف بچوں کے لئے بلکہ بڑی عمر کے احمدیوں کے لئے بھی مفید ہو گی...... ہر گھر میں ایک نہیں بلکہ کئی کئی جلدیں موجود رہنی چاہئیں تا کہ کوئی بچہ بھی اس سے محروم نہ رہے۔

(الفضل 24 رجنوری 1967ء)

محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور

آپ کی کتاب بچوں کے لئے ہی نہیں بڑوں کے لئے بھی مفید اور برمطلب ہے کیونکہ اس میں تاریخ احمدیت خلاصۃً بیان کی گئی ہے بڑی تاریخ دس جلدوں میں 1947ء تک پہنچی ہے۔ تفصیل کا ہی تقاضا ہے۔ لیکن یہ خلاصہ 132 صفحات پر مشتمل 1987ء تک کا ہے۔ تاریخ احمدیت کو اختصار سے بیان کرنے کی ضرورت بار بار سامنے آتی ہے سو آپ کی اس تاریخ سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور آپ کی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین

مندرجات

باب اوّل

تمہید:

پیارے بچو! ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی...... ہیں۔یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت ہیں اور جماعت احمدیہ میں شامل ہیں۔

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حقیقی دین پھیلانے کیلئے قائم کیا ہے۔اس جماعت کی بنیاد 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے رکھی تھی۔

یہ جماعت کس طرح قائم ہوئی۔کن کن حالات میں سے گزری اور کیسے معجزانہ رنگ میں اس نے ترقی کی۔ یہ بہت ہی دلچسپ، حیرت انگیز اور ایمان کو بڑھانے والے واقعات ہیں جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس جماعت کو قائم کیا ہے اور پھر ہر موقع پر اس کی مدد فرمائی۔ مخالفوں نے اسے مٹانے کی پوری کوشش کی مگر خدا تعالیٰ نے اس کی ہمیشہ حفاظت کی اور اسے ہر میدان میں ترقی پر ترقی دیتا چلا گیا۔

اس کتاب میں ہم یہی واقعات اور حالات بیان کریں گے تا کہ احمدی بچے اپنی جماعت کی تاریخ سے واقف ہوسکیں۔امید ہے کہ تم بڑی دلچسپی سے اور بڑے غور سے ان حالات کو پڑھو گے اور انہیں یاد رکھو گے۔

حضرت مسیح موعود کے مختصر خاندانی حالات:

جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود کا نام مرزا غلام احمد صاحب تھا۔

آپ کے والد کا نام مرزا غلام مرتضٰی صاحب، دادا کا نام مرزا عطا محمد صاحب اور پڑ دادا کا نام مرزا گل محمد صاحب تھا۔ آپ کی والدہ کا نام چراغ بی بی صاحبہ تھا۔

آپ ایک نہایت معزز مغل خاندان کی برلاس شاخ سے تعلق رکھتے تھے اس خاندان کا امتیازی لقب مرزا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس خاندان کے تمام افراد کے ناموں کے ساتھ مرزا کا لفظ لکھا جاتا ہے اس خاندان کے ایک بزرگ مرزا ہادی بیگ صاحب سولہویں صدی عیسوی (دسویں صدی ہجری) کے آخر میں بابؔر کے عہد حکومت میں، اپنے وطن خراسان کو چھوڑ کر قریباً دوسو (200) آدمیوں سمیت ہندوستان میں آ گئے اور دریائے بیاس کے قریب آباد ہو گئے یہاں انہوں نے ایک گاؤں کی بنیاد رکھی جس کا نام اسلام پور رکھا گیا یہ گاؤں بعد میں اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا۔ رفتہ رفتہ لوگ صرف قاضی ماجھی کہنے لگے۔ پھر ماجھی کا لفظ بھی اُڑ گیا اور قاضی رہ گیا۔ آہستہ آہستہ قاضی سے قادی بن گیا اور پھر قادی سے ''قادیان'' ہو گیا۔

قادیان لاہور سے شمال مشرق کی طرف قریباً ستر میل کے فاصلہ پر ہندوستان کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں واقع ہے یہی وہ مقدس بستی ہے جہاں پر جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود پیدا ہوئے اور جہاں پر آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ گزارا۔ اور یہیں پر آپ کا مزار ہے۔

حضرت مسیح موعود کا خاندان مغل عہد حکومت میں بہت سے معزز عہدوں پر مامور رہا ہے۔ جب مغلیہ حکومت کمزور ہو گئی تو یہ خاندان ایک آزاد حکمران کے طور پر قادیان کے اردگرد کے قریب ساٹھ میل کے علاقہ پر حکومت کرتا رہا۔ سکھوں کے زمانہ میں اس کی حالت بہت کمزور ہو گئی۔ بہت سا علاقہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ حتّٰی کہ قریباً سولہ سال تک اس خاندان کو قادیان سے ہجرت کر کے ریاست کپورتھلہ میں پناہ لینی پڑی۔ بعد میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں یہ خاندان پھر قادیان واپس آ کر

آباد ہو گیا۔ انگریزوں کے عہد حکومت میں اس خاندان کی باقی جاگیر تو ضبط کر لی گئی البتہ قادیان اور اس کی نواحی زمین پر اس کی مِلکیت کے حقوق قائم رہے۔

پیدائش اور ابتدائی تعلیم:

حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود 13 رفروری 1835ء کو جمعہ کے دن نمازِ فجر کے وقت قادیان میں پیدا ہوئے آپ کی ولادت توام تھی یعنی آپ کے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی تھی جو تھوڑی مدت کے بعد فوت ہو گئی۔ جب آپ کی عمر چھ سات سال ہوئی تو ایک استاد آپ کو پڑھانے کے لئے مقرر کیا گیا۔ جس سے آپ نے قرآن مجید اور اُس زمانہ کے رواج کے مطابق فارسی کی چند کتابیں پڑھیں بعد میں اور استادوں سے آپ فارسی اور عربی پڑھتے رہے۔ طب کی بعض کتابیں آپ نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں جو کہ بہت بڑے حکیم بھی تھے۔ اس تعلیم کے نتیجہ میں آپ کو عربی اور فارسی کا کچھ ابتدائی علم حاصل ہو گیا۔ اس سے زیادہ آپ نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی۔ دینی تعلیم تو باقاعدہ طور پر آپ نے کسی استاد سے بھی حاصل نہیں کی۔ البتہ اپنے طور پر دینی کتابیں پڑھتے رہتے تھے اور قرآن مجید کا مطالعہ کرنے اور اس پر غور کرنے کا تو آپ کو شروع سے ہی بہت شوق تھا۔

بچپن کی عادات:

حضرت مرزا صاحب کا بچپن بہت ہی سادہ اور پاکیزہ تھا۔ ایک رئیس خاندان اور امیر گھرانہ سے تعلق رکھنے کے باوجود آپ کو فضول کھیلیں کھیلنے اور وقت ضائع کرنے کی بالکل عادت نہ تھی البتہ مفید اور اچھی کھیلوں میں آپ ضرور حصہ لیتے تھے۔ چنانچہ آپ نے بچپن میں ہی تیرنا سیکھ لیا تھا۔ گھوڑے کی سواری کے فن میں بھی اچھے ماہر تھے۔ آپ کی سادہ، پاکیزہ اور نیک عادتوں کا دیکھنے والوں پر گہرا اثر ہوتا

تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ آپ ابھی بچہ ہی تھے ایک بزرگ مولوی غلام رسول صاحب نے جو کہ خود بھی ولی اللہ تھے آپ کے سر پر محبت بھرا ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:۔

''اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔'' (حیاتِ طیبہ صفحہ 14)

نوجوانی کا زمانہ، پہلی شادی:

جب آپ کی عمر پندرہ سولہ سال کی ہوئی تو آپ کی شادی آپ کے سگے ماموں کی بیٹی حرمت بی بی صاحبہ سے ہوگئی۔ یہ آپ کی پہلی شادی تھی۔ اس بیوی سے آپ کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔

1۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو اعلیٰ سرکاری عہدوں پر کام کرتے رہے اور بالآخر جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے بعد 1931ء میں وفات پائی۔

2۔ مرزا فضل احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی وفات پا گئے تھے۔

شادی کے بعد بھی آپ وقت کا اکثر حصہ تنہائی میں عبادت کرنے اور دعائیں کرنے میں گزارا کرتے تھے۔ آپ کے والد صاحب کی کوشش تھی کہ آپ کو کسی دنیوی کام میں لگایا جائے تا کہ آپ دنیا میں ترقی کر سکیں لیکن آپ کو یہ بات بالکل پسند نہ تھی تاہم والد صاحب کی خواہش پر اور اُن کی فرمانبرداری کرتے ہوئے آپ زمینوں کے سلسلے میں بعض مقدمات کی پیروی کے لئے تشریف لے جاتے رہے اور 1864ء کے قریب آپ نے سیالکوٹ میں جا کر چار سال تک سرکاری ملازمت بھی کی لیکن آپ کا دل اس ملازمت میں بالکل نہیں لگتا تھا اور فارغ وقت کا اکثر حصہ آپ قرآن مجید کے مطالعہ میں، عبادت کرنے میں اور یا پھر عیسائیوں کے ساتھ اسلام کی صداقت پر بحث کرنے میں صرف کرتے تھے۔

والدہ ماجدہ کی وفات:

1868ء میں آپ اپنے والد صاحب کے حکم سے سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے کر واپس قادیان تشریف لے آئے اسی سال آپ کی والدہ ماجدہ وفات پا گئیں اس صدمہ کو آپ نے بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا۔

ایک الہام:

1868ء یا 1869ء کی بات تھی ایک شخص حضور کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بحث کرنے کی غرض سے لے گیا۔ مولوی محمد حسین صاحب مسلمانوں کے اس فرقہ سے تعلق رکھتے تھے جسے اہل حدیث کہتے ہیں۔ اُن دنوں اس فرقہ کی سخت مخالفت ہو رہی تھی اور جو شخص آپ کو لے گیا تھا اُس کی غرض یہ تھی کہ آپ جا کر اُن کے عقائد کا غلط ہونا ثابت کریں لیکن جب آپ نے مولوی محمد حسین صاحب سے اُن کا عقیدہ دریافت کیا اور اس عقیدہ کو اسلام کے مطابق پایا تو آپ نے بحث کرنے یا مقابلہ کرنے کی بجائے بھرے مجمع میں کہہ دیا کہ یہ عقیدہ تو درست ہے میں اس پر بحث نہیں کر سکتا۔ جو لوگ آپ کو بحث کے لئے لائے تھے۔ انہوں نے بہت برا منایا اور کہا کہ آپ نے ہمیں ذلیل کر دیا۔ مگر آپ نے فرمایا میں نے جو کچھ کیا ہے خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ مجھے لوگوں کی مخالفت کی یا اُن کی طرف سے تعریف کرنے کی کوئی پرواہ نہیں۔ اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو الہاماً فرمایا:۔

> ”خدا تیرے اس فعل پر راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 520)

آٹھ یا نو ماہ کے روزے:

1875ء یا 1876ء میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے اشارہ پر آٹھ یا نو ماہ تک متواتر روزے رکھے اور اپنی غذا کو کم کرتے چلے گئے حتیٰ کہ آٹھ پہر میں صرف چند تولہ روٹی آپ کی غذا رہ گئی۔ اُس زمانہ میں آپ پر بہت سی روحانی برکتیں نازل ہوئیں۔ آپ نے خوابوں اور کشوف میں بہت سے فوت شدہ نبیوں اور دیگر بزرگوں سے ملاقات کی۔

والد ماجد کی وفات:

1876ء میں آپ کے والد ماجد وفات پا گئے آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ نہ معلوم اب کیا کیا مشکلات پیش آئیں گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الہام ہوا :-

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (کتاب البریّہ حاشیہ صفحہ 159)

یعنی : کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟

اس الہام نے آپ کو بہت اطمینان اور سکینت بخش دی۔ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے ہر معاملہ میں آپ کی مدد کی اور اس طرح بتا دیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ اپنے اس مقدس بندہ کے لئے کافی ہے۔

والد صاحب کی وفات کے بعد آپ کے خاندان کی جائیداد کے منتظم آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب بنے آپ اگر چاہتے تو جائیداد میں سے اپنا حصہ الگ کروا کر اطمینان سے زندگی بسر کر سکتے تھے۔ مگر آپ نے اس طرف توجہ نہ کی اور جو کچھ روکھا پھیکا اپنے بھائی سے مل جاتا اُسی پر صبر کے ساتھ گزارا کرتے رہے۔ یہ زمانہ آپ نے بہت ہی مشکلات میں گزارا۔ بعض دفعہ ادنیٰ ادنیٰ ضروریات زندگی بھی

پوری کرنے میں دقّت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔مگر بہرحال آپ نے بہت صبر شکر کے ساتھ یہ زمانہ گزارا۔اپنا کھانا اکثر غرباء میں بانٹ دیتے اور خود انتہائی کم غذا پر اپنا گزارا کرتے تھے۔

کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف:

اسی زمانہ میں آپ نے اسلام کی سچائی ثابت کرنے اور مخالفین اسلام کا دلائل کے ساتھ مقابلہ کرنے کی غرض سے اخبارات میں مضامین لکھنے شروع کئے۔ان مضامین کا بہت چرچا ہوا کیونکہ آپ نے اسلام کی سچائی ایسے زبردست دلائل سے ثابت کی کہ کوئی مخالف اسلام ان کے سامنے ٹھہر نہ سکا۔

کچھ عرصہ تک اخبارات میں مضامین لکھنے کے بعد آپ نے براہین احمدیہ کے نام سے ایک کتاب لکھنی شروع کی جس میں آپ نے قرآن مجید کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے زبردست دلائل دیئے۔اس کتاب کا پہلا حصہ 1880ء میں، دوسرا حصہ 1881ء میں، تیسرا حصہ 1882 میں اور چوتھا حصہ 1884ء میں شائع ہوا۔اس کتاب کے شائع ہونے پر آپ کی شہرت سارے ملک میں پھیل گئی اور دوست دشمن سب آپ کی قابلیت کے قائل ہو گئے۔مسلمان اس کتاب کے شائع ہونے پر اتنے خوش ہوئے کہ مسلمانوں کے ایک مشہور عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے (جو بعد میں آپ کے سخت مخالف ہو گئے تھے) لکھا کہ :-

> ’’ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ
> حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک
> اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔‘‘ (اشاعت السنۃ)

یہ تھی اس کتاب کے متعلق مسلمانوں کی رائے۔اسلام کے مخالفین پر اس

کتاب کا یہ اثر ہوا کہ باوجود اس کے کہ آپ نے اس کتاب کا جواب لکھنے کا انعامی چیلنج دیا اور للکارا کہ کوئی غیر مسلم میدان میں آ کر اس کے دلائل کو توڑے لیکن کسی دشمن اسلام کو اس کا جواب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی البتہ وہ آپ کی سخت مخالفت کرنے لگے۔ مختلف طریقوں سے انہوں نے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی لیکن ہر کوشش میں وہ ناکام رہے اور وہ آپ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے۔

مقدمہ ڈاکخانہ:

1877ء میں حضرت مسیح موعود پر ایک عیسائی رلیا رام وکیل نے ایک مقدمہ دائر کیا جو سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں مقدمہ ڈاکخانہ کے نام سے مشہور ہے۔

ہوا یہ کہ حضور نے ہندوؤں کے فرقہ آریہ سماج کے مقابل میں اسلام کی تائید میں ایک مضمون لکھا اور وہ امرتسر کے ایک پریس میں چھپوانے کے لئے پیکٹ کی صورت میں بھیج دیا۔ اس پیکٹ میں حضور نے ایک خط بھی رکھ دیا۔ اس زمانہ میں ڈاکخانہ کے جو قواعد تھے ان کی رُو سے کسی پیکٹ میں خط رکھ دینا جرم تھا جس کی سزا پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید تھی مگر حضور کو اس کا علم نہ تھا۔ پیکٹ حضور نے امرتسر کے جس پریس میں بھیجا اُس کا مالک رلیا رام ایک عیسائی تھا۔ جب اس نے یہ پیکٹ وصول کیا تو اُس نے اسلام کی دشمنی کی وجہ سے ڈاکخانہ والوں کو اس کی اطلاع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود پر مقدمہ دائر ہو گیا۔ انہیں دنوں حضور کو خواب آیا کہ رلیا رام وکیل نے ایک سانپ حضور کو کاٹنے کے لئے بھیجا ہے مگر حضور نے مچھلی کی طرح تل کر اُسے واپس کر دیا ہے۔

جب مقدمہ عدالت میں پیش ہوا تو وکیلوں نے حضور کو مشورہ دیا کہ اس مقدمہ میں سزا سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ حضور عدالت میں یہ بیان

دیں کہ یہ خط میں نے اس پیکٹ میں نہیں رکھا تھا۔رلیارام نے دشمنی کی وجہ سے خود میرا یہ خط پیکٹ میں رکھ دیا ہے جب یہ مشورہ حضور کے سامنے پیش ہوا تو حضور نے فرمایا جب خط خود میں نے پیکٹ میں رکھا تھا تو پھر میں محض سزا سے بچنے کے لئے ہرگز اس سے انکار نہیں کروں گا۔ وکیلوں نے کہا کہ پھر تو آپ کی رہائی کی کوئی صورت بظاہر نظر نہیں آتی۔حضور نے فرمایا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ بہرحال میں جھوٹ ہرگز نہیں بولوں گا۔ چنانچہ جب عدالت نے دریافت کیا کہ کیا خط آپ نے خود پیکٹ میں رکھا تھا۔تو حضور نے فرمایا۔ ہاں میں نے ہی رکھا تھا کیونکہ مجھے یہ علم نہ تھا کہ ایسا کرنا ڈاکخانہ کے قوانین کے خلاف ہے مخالف فریق بہت خوش تھا کہ اب تو حضور نے اپنے جرم کا خود اقرار کرلیا ہے اب ضرور حضور کو سزا مل جائے گی۔مگر خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ جس جج کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا وہ حضور کی سچائی اور نیکی سے بہت متاثر ہوا۔ چنانچہ اس نے حضور کو عزت کے ساتھ بری کردیا۔ گویا سچ بولنے کی برکت سے ہی اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ میں آپ کو فتح عطا فرمائی۔

بڑے بھائی کی وفات:

1881ء میں آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب فوت ہو گئے۔ چونکہ آپ کی اولاد نہیں تھی اس لئے اُن کی جائیداد کے بھی آپ ہی وارث تھے لیکن اُن کی بیوہ کی دلداری کے لئے آپ نے جائیداد پر قبضہ نہ کیا اور یہ جائیداد مدت تک آپ کے رشتہ داروں کے قبضہ میں رہی۔

دوسری شادی:

آپ کی دوسری شادی 1884ء میں اللہ تعالیٰ کے منشاء اور ایک خاص الہام کے ماتحت دہلی کے ایک مشہور سادات خاندان کی ایک معزز اور پاکباز خاتون حضرت

سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے ہوئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ الہام پورا ہوا کہ:-

''میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کروں۔

یہ سب سامان مَیں خود کروں گا۔'' (حیاتِ طیبہ صفحہ 73)

آپ کے خسر صاحب کا نام حضرت میر ناصر نواب صاحب تھا جو کہ اُردو کے مشہور شاعر حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے اور خود بھی بہت نیک اور بزرگ انسان تھے، 17؍نومبر 1884ء کو بمقام دہلی مشہور عالم مولوی سیّد نذیر حسین صاحب محدّث دہلوی نے آپ کے نکاح کا اعلان کیا اور نکاح کے ساتھ ہی رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ یہ شادی اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق بہت ہی بابرکت اور کامیاب ثابت ہوئی کیونکہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقدس اولاد عطا فرمائی جس کے متعلق بڑی عظیم الشان بشارتیں ملی تھیں اور یہ بشارتیں اپنے وقت پر پوری ہوئیں جن کا مشاہدہ آج ہم اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں۔

مبشّر اولاد:

اس شادی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس بچے عطا فرمائے ان میں سے پانچ بچے تو کم عمری میں ہی فوت ہو گئے باقی پانچ بچے یہ ہیں:-

1) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

تاریخ پیدائش 12؍جنوری 1889ء - تاریخ وفات 8؍نومبر 1965ء

2) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

تاریخ پیدائش 20؍اپریل 1893ء - تاریخ وفات 2؍ستمبر 1963ء

3) حضرت مرزا شریف احمد صاحب

تاریخ پیدائش 24؍مئی 1895ء - تاریخ وفات 26؍دسمبر 1961ء

4) حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

تاریخ پیدائش 2/اپریل 1897ء - تاریخ وفات 23/مئی 1977ء

5) حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ

تاریخ پیدائش 25/جنوری 1904ء - تاریخ وفات 6/مئی 1987ء

مجدّد اور مامور ہونے کا دعویٰ:

1885ء کے شروع میں آپ نے ایک اشتہار بیس ہزار کی تعداد میں شائع کیا جس میں آپ نے تمام مخالفینِ اسلام کو دعوت دی کہ اگر وہ اسلام کی سچائی کے تازہ بتازہ نشانات دیکھنا چاہتے ہیں تو میرے پاس آئیں اور آسمانی نشانات دیکھیں۔ اس اشتہار میں آپ نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے اس زمانہ کے لئے مجدّد اور مامور مقرر فرمایا ہے۔

اعلانِ بیعت اور شرائط بیعت:

یکم دسمبر 1888ء کو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ اعلان شائع کیا کہ جو لوگ سچا ایمان اور سچی پاکیزگی حاصل کرنا چاہیں وہ میری بیعت کریں تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہت سی برکتیں دے۔

12/جنوری 1889ء کو آپ نے ایک اور اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے دس شرائط بیعت بیان فرمائیں۔ ان شرائط میں بتایا گیا تھا کہ جو لوگ میری بیعت میں داخل ہونا چاہیں انہیں سچے دل سے یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق شرک، جھوٹ، ظلم، فتنہ وفساد، تکبر اور غرور اور دیگر تمام گناہوں سے بچیں گے۔ باقاعدگی سے نمازیں پڑھیں گے۔ کسی پر ظلم نہیں کریں گے۔ خدا تعالیٰ کی

خاطر ہر مصیبت کو برداشت کریں گے۔ سب کے ساتھ نرمی اور خوش خُلقی سے پیش آئیں گے دین کی خدمت کو اپنی ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھیں گے۔ تمام لوگوں سے ہمدردی اور مدد کا سلوک کریں گے اور مرتے دم تک ان شرائط کو پورا کرتے رہیں گے۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد:

مارچ 1889ء میں آپ لدھیانہ تشریف لے گئے۔ یہیں پر 23/مارچ 1889ء کو لدھیانہ کے ایک بزرگ صوفی احمد جان صاحب کے مکان پر آپ نے بیعت لینے کا آغاز فرمایا اور اس طرح جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب (خلیفۂ اوّل) نے سب سے پہلے بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ پہلے روز چالیس کے قریب اصحاب نے بیعت کی جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:-

حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری، حضرت چودھری رستم علی صاحب، حضرت منشی ظفر احمد صاحب، حضرت منشی اروڑے خان صاحب، حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب، حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب اور حضرت میر عنایت علی صاحب وغیرہ۔ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو)

پیشگوئی مصلح موعود:

1886ء کے شروع میں آپ اللہ تعالیٰ کے منشاء اور ارادہ کے ماتحت ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ وہاں پر ایک علیحدہ مکان میں چالیس روز تک عبادت میں مصروف رہے اور دین حق کی ترقی اور اشاعت کیلئے خصوصیت کے ساتھ دعاؤں میں مشغول رہے۔ ان دعاؤں اور عبادتوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک

عظیم الشان بشارت دی جو ہماری جماعت کی تاریخ میں ''پیشگوئی مصلح موعود'' کے نام سے مشہور ہے۔اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو آئندہ نو برس کے اندر ایک ایسے بیٹے کی بشارت دی جس کے ذریعے احمدیت کو غیر معمولی ترقی حاصل ہوگی اور جو دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ پیشگوئی کا ایک حصہ یہ ہے:-

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مانگا......سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے......اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روحُ الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا......نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔''

(اشتہار 20؍فروری1886ء)

اس عظیم الشان پیشگوئی کے نتیجہ میں 9 برس کے عرصہ میں (12؍جنوری

1889ء کو) حضرت مسیح موعود کے فرزند حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) پیدا ہوئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اپنے رسالہ ''سراج منیر'' میں یہ اعلان فرمادیا کہ جس عظیم الشان فرزند کی اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی تھی وہ پیدا ہو گیا ہے اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد خلافت کے واقعات نے عملی طور پر بھی ثابت کر دیا کہ یہ پیشگوئی آپ کے وجود میں پوری ہو گئی کیونکہ پیشگوئی کے الہامی الفاظ میں اس فرزند کی جو جو علامتیں بیان کی گئی تھیں وہ سب کی سب اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہو گئیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک!

وفاتِ مسیحؑ کا اعلان اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ:

1890ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دیگر نبیوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور یہ عقیدہ غلط اور قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ چنانچہ آپ نے 1891ء کے شروع میں اس کا اعلان کیا اور اس کے ساتھ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ دعویٰ بھی فرمایا کہ جس مسیح اور مہدی کے آنے کی پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی وہ مَیں ہی ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح علیہ السلام کی صفات دے کر دنیا کی اصلاح کرنے اور دینِ حق کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں قائم کرنے اور پھیلانے کے لئے بھیجا ہے۔

اس اعلان اور دعویٰ کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں ہر طبقہ کے بہت سے نیک لوگ آپ پر ایمان لے آئے وہاں ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک مخالفت کی آگ بھی بھڑک اُٹھی۔ اپنے اور بیگانے سبھی آپ کے دشمن ہو گئے مولویوں نے آپ پر کُفر کے فتوے لگا دیئے اور دوسری طرف عیسائیوں نے بھی آپ کی سخت

مخالفت شروع کر دی کیونکہ وفاتِ مسیح کے اعلان سے عیسائیت کی بنیادیں ہل جاتی تھیں اوران کا خدا (وہ مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں) مردہ ثابت ہوجاتا تھا۔

مُناظرے:

اس مُخالفت کے نتیجہ میں آپ کو مُخالف مولویوں اور عیسائیوں سے کئی مناظرے کرنے پڑے۔ چنانچہ 1891ء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی سے اور 1892ء میں مولوی عبدالحکیم صاحب کلانوری سے آپ کے مناظرے ہوئے اور 1893ء میں مشہور عیسائی پادری عبداللہ آتھم سے آپ کا مناظرہ ہوا۔ اِن مناظروں کے نتیجہ میں بہت سے لوگوں کو آپ پر ایمان لانے کی توفیق ملی۔

جلسہ سالانہ:

1891ء میں حضرت مسیح موعود نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ دسمبر 1891ء میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ یہ جلسہ قادیان کی مسجد اقصیٰ میں ہوا اور اس میں صرف 75 اصحاب شامل ہوئے تھے۔ 1892ء میں جب یہ جلسہ ہوا تو اس میں 327 افراد شامل ہوئے۔ اس کے بعد یہ جلسہ سوائے چند ایک ناغوں کے ہر سال منعقد ہوتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت ڈالی کہ دو لاکھ افراد تک اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ اب ہر اہم ملک میں جماعت کے جلسہ سالانہ ہوتے ہیں۔

پادری عبداللہ آتھم کے ساتھ مباحثہ اور پیشگوئی:

1893ء میں امرتسر کے مقام پر 22/مئی سے لے کر 5/جون تک آپ نے مشہور عیسائی پادری عبداللہ آتھم کے ساتھ تحریری مباحثہ کیا جو بعد میں جنگ مقدس

کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو گیا۔ اس مباحثہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اتنی کامیابی بخشی کہ مباحثہ کے دوران ہی کئی لوگوں نے بیعت کرنے کا اور احمدی جماعت میں داخل ہونے اعلان کر دیا۔

اس مباحثہ کے دوران عجیب واقعہ ہوا۔ عیسائی کچھ لُولے لنگڑے اور اندھے اکٹھے کر کے لے آئے اور یہ کہنے لگے کہ ہمارے یسوع مسیحؑ تو لُولے لنگڑے اور اندھوں کو اچھا کیا کرتے تھے اگر آپ مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں سچے ہیں تو آپ بھی ان کو اچھا کر کے دکھائیں۔

عیسائی اپنے دل میں بہت خوش تھے کہ آج ہم نے (حضرت) مرزا صاحب کو شرمندہ کرنے کے لئے خوب ترکیب نکالی ہے لیکن جب عیسائیوں نے یہ بات کہہ کر ان اندھوں اور لنگڑوں کو پیش کیا تو حضرت مسیح موعود نے ان کے جواب میں فرمایا کہ یہ تو آپ کی انجیل کہتی ہے کہ حضرت مسیحؑ سچ مچ کے اندھے، لُولے اور لنگڑے لوگوں کو ہاتھ لگا کر ٹھیک کر دیا کرتے تھے ہمارا قرآن مجید تو ہرگز یہ نہیں کہتا اور نہ ہم اس کے قائل ہیں البتہ آپ کی انجیل میں یہ بھی لکھا ہے کہ اے عیسائیو! اگر تم میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا تو تم اس سے بھی بڑھ کر عجیب عجیب کام کر سکو گے۔ سو ہم ان مریضوں کو تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انجیل کے کہنے کے مطابق اگر ذرہ بھر بھی ایمان تمہارے اندر ہے تو اِن مریضوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں اچھا کر دو۔ اگر تم نے اچھا کر دیا تو ہم تمہیں سچا سمجھیں گے ورنہ دنیا سمجھ لے گی کہ خود تمہاری انجیل کے قول کے مطابق تم میں اب ذرہ بھر بھی ایمان موجود نہیں ہے۔

جب حضرت مسیح موعود نے یہ جواب دیا تو عیسائی شرمندہ ہو کر رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔ گویا انہوں نے تو حضور کو زک پہنچانے کے لئے یہ چال چلی تھی لیکن یہ اُلٹ کر انہی پر پڑی اور اُن کے لئے ہی شرمندگی کا موجب بن گئی۔

اس مباحثہ کے دوران حضور نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ اس بحث میں جو فریق جان بوجھ کر جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ مہینوں تک ہاویہ (یعنی عذاب) میں مبتلا ہوگا۔ اور اگر اُس نے حق کی طرف رجوع نہ کیا تو خدا تعالیٰ اسے سخت ذلیل کرے گا۔ (تذکرہ صفحہ 239)

اس پیشگوئی میں صاف کہا گیا تھا کہ اگر آتھم نے رجوع نہ کیا تو وہ ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ آتھم اس پیشگوئی سے سخت گھبرا گیا اور خوفزدہ ہو گیا۔ اور مقررہ میعاد میں اس نے اپنی عادت کے خلاف بالکل خاموشی اختیار کر لی اور شوخی اور شرارت کو چھوڑ دیا بلکہ پیشگوئی سن کر اس کے ہاتھ کانپنے لگے اور چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ گویا اس نے حق کی طرف رجوع کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اسے مہلت دے دی اور کچھ عرصہ کے لئے وہ عذاب سے بچ گیا۔ اس پر مخالفین نے شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ حضرت اقدس نے اس پر مسٹر آتھم کو چیلنج کیا کہ وہ قسم کھا کر کہہ دے کے اس عرصہ میں اس پر اسلام کا رُعب طاری نہیں ہوا تو ہم اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے (انعامی رقم کو حضور نے بعد میں چار ہزار تک بڑھا دیا)۔ اس کے علاوہ چونکہ اس نے جھوٹی قسم کھائی ہوگی اس لئے وہ قسم کھانے کے بعد ایک سال کے اندر اندر ضرور ہلاک ہو جائے گا۔ حضور نے لکھا کہ اگر اس نے قسم نہ بھی کھائی تو بھی خدا اب اسے سزا دیئے بغیر نہ رہے گا۔

آتھم نے چونکہ قسم کھانے سے انکار کر دیا تھا اس لئے پیشگوئی کے عین مطابق وہ 27رجولائی 1896ء کو وفات پا گیا اور اس طرح احمدیت کی فتح کا ایک زبردست نشان ظاہر ہوا۔

عربی میں مقابلہ کی دعوت:

1893ء میں ہی آپ نے غیر احمدی علماء کو دعوت دی کہ وہ عربی نویسی میں

آپ کا مقابلہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عربی زبان میں کامل قدرت عطا فرمائی ہے اس لئے کوئی شخص میرا مقابلہ نہیں کر سکتا باوجود اس کے کہ آپ نے بار بار چیلنج دیا لیکن کسی عالم کو آپ کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

کسوف وخسوف کا نشان:

امام باقرؒ کی روایت کے مطابق دارقطنی کی حدیث میں یہ پیشگوئی مذکور ہے کہ ''ہمارے مہدی کے زمانہ کی ایک علامت یہ ہوگی کہ رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کے گرہن کی تاریخوں میں پہلی تاریخ کو گرہن لگے گا اور اسی مہینہ کے آخر میں سورج کے گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا۔''

یہ نشان 1894ء میں پورا ہوا جب کہ حضور کے مہدی ہونے کے دعویٰ کے بعد حدیث کی بیان کردہ شرطوں کے عین مطابق پہلے چاند کو گرہن لگنے کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ کو یعنی 13ر کو اور سورج پر گرہن پڑنے کے دنوں میں سے درمیانی تاریخ کو یعنی 28ر تاریخ کو گرہن لگا اس نشان کو کسوف وخسوف کا نشان کہتے ہیں۔ اس نشان کے ظاہر ہونے کا قرآن شریف میں سورۃ القیامۃ میں بھی اشارہ ہے اور انجیل میں بھی یہ ذکر موجود ہے کہ مسیحؑ کی دوسری بار آمد کے وقت چاند اور سورج تاریک ہو جائیں گے۔

الغرض یہ ایک عظیم الشان نشان تھا جو حضرت مسیح موعود کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوا۔

عربی سب زبانوں کی ماں ہے:

1895ء میں آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر یہ اعلان فرمایا کہ دنیا کے موجودہ دور کی سب زبانیں عربی زبان سے نکلی ہیں اس لئے عربی سب زبانوں کی ماں

ہے۔آپ نے اس دعویٰ کو ایسے مضبوط دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ آج تک کوئی ان کی تردید نہیں کر سکا بلکہ اس دعویٰ کی تائید میں کئی نئے نئے ثبوت ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت بابا نانک ؒ صاحب مسلمان تھے:

1895ء میں آپ نے اپنی اس تحقیق کا اعلان فرمایا کہ سکھ مذہب کے بانی حضرت بابا نانک ؒ صاحب گو ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے لیکن بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ ایک بزرگ انسان تھے اور اسلام کے سب حکموں پر عمل کرتے تھے۔

جلسۂ مذاہب:

1896ء کے آخر میں لاہور میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں تمام مذہبوں کے نمائندوں کو یہ دعوت دی گئی کہ وہ اس میں شامل ہو کر اپنے اپنے مذہب کی تعلیم اور خوبیاں بیان کریں تا کہ لوگوں کو ایک ہی وقت میں مختلف مذہبوں کی تعلیم جاننے اور پرکھنے کا موقع مل سکے۔ اس جلسہ میں بہت سے مذہبوں کے چوٹی کے نمائندوں اور لیڈروں نے تقریریں کیں اور اپنے اپنے مذہبوں کی خوبیاں بیان کیں۔ حضرت مسیح موعود نے اسلام کے نمائندہ کے طور پر اسلام کی خوبیوں پر ایک بہت ہی قیمتی اور زبردست مضمون اس جلسہ میں پڑھنے کے لئے تیار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتا دیا کہ آپ کا مضمون اس جلسہ میں پڑھے جانے والے تمام مضمونوں سے بالا رہے گا۔ اور لوگ اسے غیر معمولی طور پر پسند کریں گے۔ آپ نے جلسہ منعقد ہونے سے پہلے ہی یہ اشتہار شائع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اطلاع کے مطابق میرا مضمون سب مضمونوں پر بالا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب جلسہ میں آپ کا

مضمون پڑھا گیا تو تمام حاضرین جلسہ نے یہ اقرار اور اعتراف کیا کہ واقعی یہ مضمون باقی سب مضمونوں سے بالا رہا ہے بعد میں جب اخباروں میں اس جلسہ کی خبر شائع ہوئی تو اس میں بھی یہ اعتراف کیا گیا تھا کہ (حضرت) مرزا صاحب کا مضمون سب سے اچھا اور سب سے اعلیٰ تھا۔حضور کا یہ مضمون ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

مقدمہ ڈاکٹر مارٹن کلارک:

جب بعض پادریوں نے دیکھا کہ آپ دن بدن کامیاب ہو رہے ہیں اور آپ کے دلائل کا عیسائیت مقابلہ نہیں کر سکتی تو وہ اوچھے اور ذلیل ہتھیاروں پر اُتر آئے۔ چنانچہ انہوں نے 1897ء میں ایک سازش کر کے حضور پر اقدام قتل کا مقدمہ کر دیا۔ یہ مقدمہ ایک مشہور پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے انگریز ڈپٹی کمشنر کپتان ڈگلس کی عدالت میں دائر کیا گیا اور الزام یہ لگایا گیا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک شخص عبدالحمید نامی کے ذریعے پادری ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرانے کی کوشش کی ہے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اس مقدمہ میں بھی آپ کی مدد فرمائی اور نہ صرف یہ کہ عدالت نے باوجود مخالفین کی پوری کوشش کے آپ کو گرفتار ہی نہ کیا بلکہ تحقیقات کے بعد آپ کو باعزت بری کر دیا۔اس مقدمہ میں حضور کے مخالف مسلمانوں اور ہندوؤں نے بھی عیسائی پادریوں کی مدد کی اور حضور کو سزا دلانے کی پوری کوشش کی۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اِن سب کو ناکام و نامراد رکھا۔

پنڈت لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی:

پنڈت لیکھرام ہندوؤں کے فرقہ آریہ سماج سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ اسلام کا سخت دشمن تھا اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بہت گستاخیاں کیا کرتا تھا۔

حضرت مسیح موعود نے اسے بہت سمجھایا اور کوشش کی کہ وہ اپنی گستاخیوں کو ترک کر کے شریفانہ رویّہ اختیار کرے لیکن وہ باز نہ آیا اور اپنی شوخیوں میں بڑھتا ہی چلا گیا۔ آخر اُس کی انہی شوخیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر بھڑکا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو الہام کے ذریعہ یہ اطلاع دی کہ یہ شخص ہلاک کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے 20ر فروری 1893ء کو یہ اعلان کیا کہ:-

''چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا
میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ
ﷺ کے حق میں کی ہیں عذابِ شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

ایک اور الہام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ پنڈت لیکھرام عید کے دن کے نزدیک ہلاک ہو جائے گا۔ (کرامات الصادقین)

جب یہ الہامات شائع ہوئے تو بجائے اس کے کہ پنڈت لیکھرام اپنی شوخیوں سے باز آجاتا وہ اپنی شرارتوں میں اور بھی تیز ہو گیا اور بطور جواب اپنی طرف سے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ پیشگوئی شائع کر دی کہ:-

''یہ شخص تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائے گا......
اور اس کی ذرّیت (اولاد) میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔''

(تکذیب براہین احمدیہ)

آخر اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون۔ کیونکہ لیکھرام کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ حضرت مسیح موعود نہ صرف اس کی مقررہ میعاد میں زندہ اور سلامت رہے بلکہ آپ کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی اور اس کے بالمقابل حضور نے جو پیشگوئی کی تھی وہ لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کے عین

مطابق چھ سال کی میعاد کے اندر 6/مارچ 1897ء کو کسی نامعلوم شخص کے ہاتھ سے پنڈت لیکھرام ہلاک ہو گیا اور اس کی ہلاکت عید کے دوسرے دن واقع ہوئی۔ بہت سے لوگوں نے کھلم کھلا اعتراف کیا کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی واقعی پوری ہو گئی۔

ہر حالت میں سچ بولنے کا نمونہ:

پادری مارٹن کلارک کی طرف سے اقدامِ قتل کا جو مقدمہ حضور پر کیا گیا اس میں حضور نے ہر حالت میں سچ بولنے کی ایک ایسی مثال قائم کی جسے احمدی بچوں کو ہمیشہ مدّ نظر رکھنا چاہیئے۔

ہوا یہ کہ حضور نے اس مقدمہ کی پیروی کرنے کے لئے ایک غیر احمدی وکیل مولوی فضل دین صاحب کو بھی مقرر کیا ہوا تھا انہوں نے ایک موقع پر عدالت میں پیش کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کی طرف سے ایک قانونی بیان تجویز کیا جس میں کچھ باتیں خلافِ واقعہ بھی شامل تھیں جب یہ بیان حضور کی خدمت میں انہوں نے پیش کیا تو حضور نے فرمایا:۔

''اس میں تو جھوٹ شامل ہے میں کبھی ایسا بیان دینے کے لئے تیار نہیں ہوں جس میں جھوٹ کا بھی حصہ ہو۔''

اس غیر احمدی وکیل نے کہا کہ اگر آپ ایسا بیان نہ دیں گے تو آپ جان بوجھ کر اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال لیں گے۔ آپ پر قتل کا مقدمہ ہے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ آپ ایسا بیان دیں۔ اس پر حضور نے فرمایا:۔

''میں کبھی ایسا بیان نہیں دوں گا جو واقعات کے خلاف ہو۔ بھلا میں اپنے آپ کو بچانے کی خاطر اپنے خدا کو کیوں ناراض کروں۔ میں ایسے جھوٹے بیانوں پر بھروسہ نہیں

رکھتا میرا بھروسہ تو اپنے خدا پر ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرا خدا مجھے ضرور بچائے گا۔‘‘

(الحکم 14 ر نومبر 1934ء)

اس غیر احمدی وکیل نے بعد میں بیان کیا کہ میں حضور کی اس جرأت پر حیران رہ گیا کہ قتل کا مقدمہ درپیش ہے مگر پھر بھی جھوٹ بولنے پر آمادہ نہیں ہوئے حالانکہ مقدمہ دائر کرنے والے عیسائی تھے اور جس حاکم کی عدالت میں یہ مقدمہ تھا وہ بھی عیسائی تھا اور مخالفین جن میں عیسائی، ہندو اور غیر احمدی سبھی شامل تھے۔ حضور کو اس مقدمہ میں سزا دلانے کی پوری پوری کوشش کر رہے تھے لیکن ان تمام حالات کو دیکھنے کے باوجود حضور سچ پر قائم رہے اور جھوٹا بیان دینے کے لئے کسی حالت میں بھی تیار نہ ہوئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی برکت سے ہی آپ کو اس مقدمہ سے عزت کے ساتھ بریّت بخشی۔

تعلیم الاسلام اسکول کا قیام:

1898ء کی ابتداء میں حضور نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام سے ایک اسکول جاری فرمایا۔ اس اسکول کے پہلے ہیڈ ماسٹر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مقرر ہوئے۔ اس اسکول کی غرض حضور نے یہ بیان فرمائی کہ احمدی بچے دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم بھی حاصل کریں اور بڑے ہو کر سچے مسلمان اور حقیقی احمدی بنیں اور اسلام کی خدمت کرنے والے ثابت ہوں۔

اخبار الحکم اور بدر کا اجراء:

جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار الحکم 1897ء میں جاری ہوا۔ اس کے مالک اور ایڈیٹر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی تھے۔ پہلے یہ اخبار امرتسر

سے جاری کیا گیا مگر اگلے ہی سال یعنی 1898ء میں امرتسر سے قادیان منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد 1906ء میں ایک اور اخبار بدؔر جاری ہوا اس کے ایڈیٹر حضرت مفتی محمد صادق صاحب تھے۔ حضرت مسیح موعود کے الہامات، حضور کی تقریریں' گفتگو اور سلسلہ احمدیہ کی ابتدائی تاریخ کے اہم واقعات کو محفوظ کرنے میں ان دونوں اخباروں نے خاص حصہ لیا۔

بیس ہزار (20,000) روپیہ کا انعامی چیلنج:

جنوری 1898ء میں حضور نے ایک کتاب ''کتاب البریہ'' کے نام سے شائع فرمائی۔ اس میں حضور نے دیگر باتوں کے علاوہ بیس ہزار (20,000) روپے کا ایک انعامی چیلنج بھی شائع فرمایا۔ حضور نے لکھا کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی حدیث پیش کرے جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر چلے گئے تھے پھر کسی زمانہ میں وہ زمین پر واپس آئیں گے تو ایسے شخص کو بیس ہزار (20,000) روپیہ بطور انعام دیا جائے گا۔

حضور کے اس چیلنج پر 106 برس گزر چکے ہیں لیکن جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر موجود ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اُن میں سے کسی کو بھی آج تک اس چیلنج کو قبول کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ اس طرح یہ ثابت ہو گیا کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ اسلام اور رسول کریم ﷺ کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔

طاعون پھیلنے کی پیشگوئی:

فروری 1898ء میں حضرت مسیح موعود نے ایک خواب میں دیکھا کہ:-

''خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بد

شکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے
لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے
جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں
پھیلنے والی ہے۔''

(ایام الصلح صفحہ 121)

حضور کی اس پیشگوئی کے عین مطابق اگلے جاڑے کے موسم میں پنجاب کے مختلف حصوں میں طاعون کی بیماری پھوٹ نکلی اور پھر کئی سالوں تک اس نے وہ تباہی مچائی کہ قیامت کا نمونہ سامنے آ گیا۔ ہزاروں دیہات' قصبے اور شہر ویران ہو گئے۔حضور کی یہ پیشگوئی پوری ہونے پر کثرت سے لوگوں نے حضور کی بیعت کی اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

منارة المسیح:

28/مئی 1900ء کو حضرت مسیح موعود نے رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث کی منشاء کے مطابق قادیان کی مسجد اقصیٰ میں ایک مینار تعمیر کرنے کی تحریک جماعت کو فرمائی۔ چنانچہ اس غرض سے چندہ جمع ہونا شروع ہو گیا۔آخر 1903ء میں حضور نے اس مینارہ کی بنیاد رکھی لیکن بعد میں مالی مشکلات کی وجہ سے یہ کام بند ہو گیا۔ بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد میں 1914ء میں اس کی تعمیر کا کام پھر شروع کیا گیا اور دسمبر 1916ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔

............فرقہ احمدیہ:

1901ء میں حضرت مسیح موعود نے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کا نام ''............فرقہ احمدیہ'' تجویز فرمایا۔ چنانچہ اس وقت سے ہماری جماعت

''جماعت احمدیہ'' کہلاتی ہے اور حضرت مسیح موعود کو ماننے والے احمدی .... کہلاتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ سیّد عبد اللطیف صاحب شہید:

حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب ملک افغانستان کے علاقہ خوست کے رہنے والے ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ اُن کے ہزاروں مرید تھے۔ ان کی شہرت اور بزرگی کا یہ حال تھا کہ افغانستان کے حکمران حبیب اللہ خان (امیر کابل) نے تاجپوشی کے موقع پر دستار بندی کی رسم ادا کرنے کے لئے انہیں ہی بُلایا تھا۔ آپ کو کسی ذریعہ سے حضرت مسیح موعود کی چند کتابیں مل گئیں۔ انہیں پڑھنے کا موقع ملا جن سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ 1903ء میں آپ حضرت مسیح موعود کی زیارت کرنے کے لئے قادیان تشریف لائے۔ حضور کو دیکھتے ہی ایمان لے آئے اور حضور کی صحبت میں اتنے محو ہو گئے کہ کئی مہینوں تک قادیان میں مقیم رہے۔ قادیان میں آپ کو کئی بار ایک الہام ہوا جس کا مفہوم یہ تھا کہ تو احمدیت کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

آخر حضور کی اجازت سے واپس وطن تشریف لے گئے۔ جب حبیب اللہ خان امیرِ کابل کو یہ علم ہوا کہ آپ احمدی ہو گئے ہیں تو اُس نے آپ کو گرفتار کر لیا۔ چار مہینے آپ قید میں رہے۔ اس عرصہ میں امیرِ کابل اور دوسرے لوگوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح آپ احمدیت کو چھوڑ دیں لیکن آپ نے فرمایا جسے میں نے حق سمجھا ہے اسے میں کیسے چھوڑ دوں؟ آخر کابل کے مولویوں نے آپ پر کافر ہو جانے کا فتویٰ لگا دیا اور امیرِ کابل نے آپ کو سنگسار کرنے (پتھر مار مار کر شہید کرنے) کا حکم دیا۔ 14/جولائی 1903ء کو جب آپ کو سنگسار کیا جانے لگا تو اُس وقت پھر آپ کو کہا گیا

کہ اگر ایک دفعہ ہی آپ اپنے احمدی ہونے سے انکار کر دیں تو آپ بچ سکتے ہیں۔مگر شہید مرحوم نے فرمایا۔ میری اور میرے بال بچوں کی بھلا کیا حقیقت ہے۔ میں انہیں بچانے کی خاطر اپنے ایمان کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر آپ کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا اور اوپر سے آپ پر پتھروں کی بوچھاڑ شروع کر دی گئی۔ یہاں تک حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید مرحوم کی پاک روح اپنے مولا کے پاس جا پہنچی۔ **اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن**ط

حضرت مسیح موعود نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:-

''اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق (سچائی) کا نمونہ دکھایا ...... یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی نظیر نہیں ملے گی۔ ہائے! اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔''

(تذکرۃ الشہادتین)

جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا ہے اس ظلمِ عظیم کی وجہ سے واقعی امیر حبیب اللہ خان اور اس کا خاندان تباہ ہو گیا۔ چنانچہ امیر حبیب اللہ خان اور اس کا لڑکا نصر اللہ خان دونوں قتل کئے گئے اور بعد میں یہ خاندان ہمیشہ کے لئے حکومت سے محروم ہو کر جلاوطنی کی زندگی گزارنے لگا۔

شہید مرحوم کی سنگساری کے دوسرے ہی دن کابل میں سخت ہیضہ پھوٹ پڑا جس کی وجہ سے شاہی خاندان کے اور دیگر کئی ہزار اشخاص ہلاک ہو گئے۔

مدرسہ احمدیہ کی داغ بیل:

1905ء میں جماعت احمدیہ کے دو بہت بڑے عالم اور بزرگ یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی وفات پاگئے جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کو یہ خیال پیدا ہوا کہ پرانے علماء کی جگہ لینے کے لئے نئے عالم تیار کرنے چاہئیں۔ چنانچہ اسی غرض سے جماعت کے مشورہ سے یہ انتظام کیا گیا کہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے ساتھ ہی دینیات کی ایک علیحدہ شاخ قائم کر دی گئی۔

زلزلہ کانگڑہ:

حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا کہ **عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا وَ مُقَامُهَا** یعنی عنقریب ایسی تباہی آنے والی ہے جس سے رہائش کی عارضی جگہیں اور مستقل جگہیں دونوں تباہ ہو جائیں گی۔ چنانچہ اس الہام کے مطابق 4/اپریل 1905ء کو ایک خطرناک زلزلہ آیا جو زلزلہ کانگڑہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس سے کانگڑہ کے علاقہ میں ہزاروں مکان گر گئے اور سخت تباہی ہوئی۔

وفات کے متعلق الہامات اور خلافت کی پیشگوئی:

1905ء کے آخر میں حضور کو متواتر ایسے الہامات ہوئے جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی وفات کا وقت قریب آ رہا ہے۔ چنانچہ آپ کو دو تین گھونٹ پانی دکھایا گیا اور ساتھ ہی الہام ہوا کہ ''آبِ زندگی'' یعنی دو تین سال ہی اب زندگی کے باقی ہیں پھر الہام ہوا۔ ''**قَرُبَ اَجَلُكَ الْمُقَدَّرُ**'' یعنی تیری وفات کا وقت قریب ہے۔ اس پر حضور نے اپنی جماعت کو نصیحتیں کرنے کے لئے ایک رسالہ ''الوصیت''

کے نام سے لکھا جس میں جماعت کو ضروری نصائح فرمائیں اور پھر یہ لکھا کہ نبی اور مامور کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی ایک قدرت ظاہر کرتا ہے اور اُن کی وفات کے بعد خلافت قائم کر کے اللہ تعالیٰ اپنی دوسری قدرت ظاہر کرتا ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوا اور اب بھی ایسا ہی ہوگا چنانچہ حضور نے تحریر فرمایا:-

''تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے (یعنی عنقریب وفات پا جانے کی خبر - ناقلؔ) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت (یعنی خلافت - ناقلؔ) کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔''

گویا جب حضور نے اپنی وفات کی پیشگوئی فرمائی تو ساتھ ہی جماعت کو خلافت کے قائم ہونے کی خوشخبری بھی دے دی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ میری وفات کے بعد خلافت کے ذریعہ سے جماعت کی حفاظت اور ترقی کا انتظام فرمائے گا۔

مقبرہ بہشتی:

رسالہ ''الوصیت'' میں حضور نے اللہ تعالیٰ کی ایک بشارت اور اس کے الہام کے ماتحت مقبرہ بہشتی قائم کرنے کا بھی اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو رؤیا میں ایک جگہ دکھائی تھی جس کا نام بہشتی مقبرہ تھا اور یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ ان احمدیوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ چنانچہ حضور نے اپنی ایک زمین قبرستان کے لئے وقف کی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا۔ اس میں دفن ہونے کے لئے حضور نے یہ شرائط رکھیں کہ:-

وہی شخص اس میں مدفون ہوگا جو سچا اور صاف مسلمان ہو۔ پرہیز گار ہو۔ ہر قسم کے شرک اور دوسرے بُرے کاموں سے بچتا ہو۔

اس کے علاوہ یہ شرط بھی رکھی کے وہ دسواں حصہ اپنی جائیداد کا اور آمد کا اشاعت دین حق کے لئے چندہ کے طور پر دیتا رہے گا لیکن حضور نے تحریر فرمایا کہ اگر کوئی شخص چندہ دینے کی بالکل طاقت نہ رکھتا ہو مگر بہت نیک اور مخلص ہو تو اسے بھی اس میں دفن کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

اسی انتظام کے ماتحت قادیان اور ربوہ میں مقبرہ بہشتی قائم ہے جس میں مندرجہ بالا شرطوں کی پابندی کرنے والے احمدیوں کو وفات کے بعد دفن کیا جاتا ہے اور ہر احمدی کا یہ ایمان ہے کہ اس میں وہی احمدی دفن ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہشتی ہے۔

رسالہ ''تشحیذ الاذہان'':

یکم مارچ 1906ء کو حضور کی اجازت سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک اُردو رسالہ تشحیذ الاذہان کے نام سے احمدی نوجوانوں کی تربیت کے لئے جاری کیا۔

ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت:

امریکہ میں ایک شخص ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی کے نام سے مشہور تھا اُس نے نبی ہونے اور عیسائیت کو پھیلانے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی یہ کہنا شروع کر دیا کہ میں اسلام کو تباہ و برباد کر دوں گا حضرت نبی کریم ﷺ کی بھی اس نے سخت توہین کی اور حضور کی شان میں گستاخیاں کیں۔ حضرت مسیح موعود کو اس کا علم ہوا تو حضور نے اس کو للکارا اور لکھا کہ:-

''ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا کہ

ڈوئی کا خدا سچا ہے یا ہمارا۔ وہ بات یہ ہے کہ ڈوئی صاحب تمام
مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سنائیں بلکہ ان میں سے
صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کریں کہ جو ہم
دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے۔''

(ریویو آف ریلیجنز ماہ ستمبر 1902ء)

ساتھ ہی حضور نے یہ بھی لکھا کہ:-

''اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے
صیحون (ڈوئی کا آباد کیا ہوا شہر- ناقل) پر جلد تر ایک آفت آنے
والی ہے۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ 71)

جب لوگوں نے ڈوئی سے کہا کہ اس کا جواب دو تو اس نے بڑے تکبر کے ساتھ یہ کہا کہ:-

''کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کو جواب
دوں گا؟ اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں اُن کو کچل کر مار
ڈالوں گا۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ 73)

بالآخر اسے اس گستاخی کی سزا مل گئی اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اس پر فالج کا حملہ ہوا زبان بند ہوگئی۔ اس کے مریدوں نے اسے شرابی اور خائن پا کر اس کا ساتھ چھوڑ دیا اس کی بستی تباہ ہوگئی۔ آخر مارچ 1907ء میں وہ بڑی حسرت، دکھ اور درد کے ساتھ بے یار و مددگار ہونے کی حالت میں مر گیا۔

آخری سفر لاہور اور وفات:

حضور مع اہل وعیال 27/اپریل 1908ء کو لاہور تشریف لے گئے وہاں پر

حضور نے تقاریر فرمائیں۔مختلف مذاہب کے لوگوں کو ملاقات کا شرف بخشا۔ایک رسالہ پیغامِ صلح کے نام سے تحریر فرمایا۔غرض دن رات تبلیغ و تربیت کے کاموں میں مصروف رہے۔اسی دوران متواتر حضور کو اپنی وفات کے بالکل قریب آ جانے کے متعلق الہامات بھی ہوتے رہے چنانچہ 20 رمئی 1908ء کو الہام ہوا :-

''اَلرَّحیل ثمّ الرَّحیل والموت قریبٌ''

یعنی کوچ کا وقت آ گیا ہے اور موت قریب ہے۔

25 ر اور 26 رمئی 1908ء کی درمیانی رات گیارہ بجے کے قریب حضور بیمار ہو گئے باوجود ہر ممکن علاج کے حالت سنبھل نہ سکی۔آخر 26 رمئی کو ساڑھے دس بجے کے قریب حضور وفات پا کر اپنے حقیقی مولا کے پاس پہنچ گئے۔

اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنط

آخری وقت میں آپ کی زبانِ مبارک سے جو الفاظ سنے گئے وہ یہ تھے:-

''اللہ! میرے پیارے اللہ!''

وفات کے وقت الہام کے مطابق حضور کی عمر شمسی حساب سے 74 سال اور قمری حساب سے 76 سال تھی۔

غیر معمولی صدمہ و مخالفت:

گو حضور کو ایک عرصہ سے اپنی وفات کے متعلق الہام ہو رہے تھے اور وفات کے قریب کے ایام میں تو کثرت سے الہام ہو رہے تھے لیکن چونکہ حضور مختصر سی بیماری کے بعد اچانک وفات پا گئے اس لئے جماعت نے غیر معمولی طور پر بہت ہی صدمہ محسوس کیا۔دیگر مسلمانوں نے اور غیر مسلم شرفاء نے بھی حضور کی وفات پر دلی صدمہ محسوس کیا اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے حضور کی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف

کیا۔ چنانچہ بعض اخبارات نے آپ کو اسلام کا فتح نصیب جرنیل، اسلام کا بہادر پہلوان، نہایت نیک اور پاکباز اور اسرائیلی نبیوں سے مشابہ بزرگ قرار دیا۔ لیکن چونکہ تنگ دل لوگ احمدیت سے دشمنی رکھتے تھے انہوں نے بھی اس موقع پر اپنی دشمنی اور دلی بُغض وحسد کو ظاہر کرنے میں کوئی کمی نہ کی چنانچہ انہوں نے اس مکان کے نزدیک جہاں حضور نے وفات پائی احمدیوں کی دلآزاری کے لئے جلوس نکالے۔ گالیاں دیں اور نہایت ذلیل حرکتوں کا اِرتکاب کیا جنہیں احمدیوں نے بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا۔

انتخابِ خلافت اور تدفین:

حضور کا جنازہ بذریعہ ریل بٹالہ لایا گیا۔ جہاں سے احباب اپنے کندھوں پر اُٹھا کر قادیان لائے (بٹالہ سے آگے اس وقت ریل نہیں جاتی تھی) مورخہ 27رمئی 1908ء کو نمازِ جنازہ سے قبل جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کو خلیفۃ المسیح الاول منتخب کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے پھر ایک ہاتھ پر جمع ہوگئی اور اس طرح رسالہ ''الوصیت'' میں حضرت مسیح موعود نے خلافت کی جو خوشخبری دی تھی وہ پوری ہوگئی اور جو لوگ سمجھتے تھے کہ شاید اب یہ جماعت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی ان کا یہ خیال سراسر غلط ثابت ہوا۔ گو بظاہر جماعت نے خود خلیفہ منتخب کیا لیکن ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفہ دراصل خدا تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے لئے خود مومنوں کے دلوں میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ پس حضرت مولوی نورالدین صاحب کو جو کہ حضرت مسیح موعود کے پرانے اور خاص رفقاء میں سے تھے خدا تعالیٰ نے خود خلیفہ بنایا اور اس طرح آپ کے ہاتھ پر جماعت کو متحد کر دیا۔

خلافت کے انتخاب کے بعد حضرت خلیفہ اول نے حضرت مسیح موعود کی نمازِ

جنازہ پڑھائی۔احباب نے جو کہ ہزاروں کی تعداد میں آئے ہوئے تھے اپنے محبوب اور پیارے آقا کا آخری بار دیدار کیا جس کے بعد حضور کے جسد اطہر کو مورخہ 27رمئی 1908ءکو چھ بجے شام مقبرہ بہشتی قادیان میں سپرد خاک کر دیا گیا اور اس طرح وہ عظیم الشان وجود ہمیشہ کے لئے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا جس کی بشارت خود آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو دی تھی اور جس کے ذریعہ سے اس مبارک زمانہ میں اسلام کی ترقی مقدر ہے۔

حلیہ مبارک:

حضرت مسیح موعود مردانہ خوبصورتی کا اعلیٰ نمونہ تھے جسم نہ زیادہ دبلا تھا اور نہ موٹا تھا۔قد درمیانہ تھا۔کندھے اور چھاتی کشادہ،رنگ سفیدی مائل گندمی تھا۔چہرہ پر ہمیشہ ایک خاص قسم کے نور،بشاشت اور چمک کی جھلک رہتی تھی۔سر کے بال نہایت باریک،سیدھے اور چمکدار تھے۔داڑھی گھنی مگر بہت خوبصورت تھی۔آنکھیں سیاہی مائل شربتی رنگ کی تھیں اور ہمیشہ نیچے کی طرف جھکی رہتیں۔پیشانی سیدھی،بلند اور چوڑی تھی اور اس سے نہایت فراست اور ذہانت ٹپکتی تھی۔لباس بہت سادہ ہوتا تھا یعنی کرتا یا قمیض،پائجامہ،صدری،کوٹ اور پگڑی پر مشتمل ہوتا تھا۔پاؤں میں دیسی جوتی پہنتے تھے۔باہر جاتے وقت ہاتھ میں عصا ضرور رکھتے تھے۔خوراک بہت سادہ تھی اور کھانا بہت کم اور آہستہ آہستہ کھاتے تھے۔

حضور کے عادات واخلاق:

حضور کی عادات وخصائل میں یہ باتیں نمایاں تھیں:۔

1۔ حضور کو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر اور اپنے دعویٰ کی سچائی پر کامل یقین تھا اور

آنحضرت ﷺ کے ساتھ بے نظیر محبت رکھتے تھے۔

2۔ عبادتِ الٰہی میں ہر وقت مشغول رہتے تھے۔ جب بظاہر آپ دنیوی کام بھی کرتے تو زیرِلب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہتے دراصل آپ کی ساری زندگی ہی مجسم عبادتِ الٰہی تھی۔

3۔ تقویٰ (پرہیزگاری) راستبازی (سچائی) اور قرآن کریم کے احکامات اور آنحضرت ﷺ کی ہدایات پرعمل کرنے کا ہمیشہ خاص خیال رکھتے تھے۔

4۔ زندگی بہت ہی سادہ اور ہر قسم کے تکلّف سے پاک تھی۔

5۔ مشکل سے مشکل حالات کا بھی صبر، استقلال اور بہادری کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے۔

6۔ محنت کرنے کے خاص طور پر عادی تھی۔ خدا تعالیٰ نے جو کام حضور کے سپرد کیا تھا دن رات اسی میں مصروف رہتے تھے۔

7۔ بیوی بچوں اور دوستوں کے ساتھ حتیٰ کہ اپنے دشمنوں سے بھی بڑی ہی محبت، شفقت اور ہمدردی کا سلوک فرماتے تھے اور ہمیشہ اُن کے جذبات کا خیال رکھتے تھے لیکن ساتھ ہی ان کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔

8۔ مہمان نوازی بھی آپ کی ایک خاص صفت تھی۔ مہمانوں کے آرام کا بہت ہی خیال رکھتے تھے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے حضور کی عادات اور خصائل کا خلاصہ بڑے ہی پیارے مگر جامع انداز سے بیان کیا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:-

> ''حضرت مسیح موعود اپنے اخلاق میں کامل تھے۔ یعنی آپ نہایت رؤف۔ رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے...... ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھ جاتے تھے آپ شیرِ نَر کی طرح

آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری، صبر و شکر، استغناء، حیاء...... محنت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، ادبِ الٰہی، ادبِ رسولؐ و بزرگانِ دین، حلم، میانہ روی، ادائیگی حقوق، ایفائے عہد، چُستی، ہمدردی...... وقار، طہارت، زندہ دلی، اور مزاح، ہمت، اولوالعزمی، خودداری...... خدا اور اس کے رسولؐ کا سچا عشق، کامل اتباعِ رسولؐ۔ یہ مختصراً آپ کے اخلاق و عادات تھے...... میں نے آپ کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں 27 سال کا جوان تھا۔ مگر خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خلیق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگ، آپ سے زیادہ اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا۔''

حضرت مسیح موعود کے خاص اصحاب:

حضرت مسیح موعود کے چند ایک خاص صحابہ کے نام جن سے حضور کو بہت محبت تھی اور جنہیں خدمت دین کا خاص موقع ملا درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

1. حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول
2. حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی
3. حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ (یہ بزرگ حضور کے داماد تھے۔)
4. حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی

5. حضرت مفتی محمد صادق صاحب
6. حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر ''الحکم''
7. حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی
8. حضرت منشی ظفر احمد صاحب
9. حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری
10. حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی
11. حضرت میر ناصر نواب صاحب (یہ بزرگ حضرت مسیح موعود کے خسر تھے)

(اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو)

تصانیف:

حضرت مسیح موعود کی چند اہم تصانیف کے نام یہ ہیں:-

1. براہین احمدیہ
2. فتح اسلام
3. حقیقۃ الوحی
4. تریاق القلوب
5. کشتی نوح
6. ضرورۃ الامام
7. آئینہ کمالاتِ اسلام
8. انجام آتھم
9. اسلامی اصول کی فلاسفی
10. الوصیت

11. تحفہ گولڑویہ
12. مسیح ہندوستان میں
13. سراج منیر

باب دوم

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا عہدِ خلافت

ابتدائی مختصر حالات:

حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی۔ حضور نے انہیں اپنا سب سے محبوب اور سب سے مخلص اور اعلیٰ درجہ کا صدیق دوست قرار دیا اور ان کی قربانیوں اور ان کے نمونہ کو قابلِ رشک قرار دیتے ہوئے یہ لکھا کہ وہ اپنے اخلاص، محبت اور وفاداری میں میرے سب مریدوں میں اوّل نمبر پر ہیں۔

آپ کا اصل وطن بھیرہ ضلع سرگودھا ہے۔ آپ 1841ء کے قریب بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام حضرت حافظ غلام رسول صاحب تھا اور والدہ کا نام نور بخت تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ملتا ہے۔ آپ کا خاندان بہت علم دوست اور دیندار تھا۔ دن رات قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ اس خاندان میں جاری تھا۔ آپ نے قرآن کریم اپنی والدہ کی گود میں ہی پڑھا۔ جب بڑے ہوئے تو دینی علم حاصل کرنے کے لئے لاہور، رام پور، دہلی، لکھنؤ اور بھوپال وغیرہ میں مقیم رہے اس زمانہ میں بھی آپ کو اللہ تعالیٰ پر اتنا بھروسہ ہوتا تھا کہ مالی ضروریات اور رہائش وغیرہ کا کبھی فکر نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی غیب سے ہر جگہ

آپ کے لئے معجزانہ رنگ میں انتظام فرما دیتا تھا۔ ان مقامات پر جو چوٹی کے عالم اور حکیم تھے اُن سے آپ نے دینی اور طبّی علوم حاصل کئے۔ 66-1865ء میں آپ نے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کا پہلا سفر کیا۔ ڈیڑھ برس وہاں رہ کر دینی علوم حاصل کئے اور حج کا شرف حاصل کرنے کے بعد وطن واپس لوٹے اور بھیرہ میں قرآن مجید واحادیث کے درس وتدریس کا سلسلہ جاری کر دیا۔ ساتھ ہی آپ نے مطب بھی جاری کر دیا۔ طب میں آپ کی شہرت اتنی بڑھی کہ دور دراز سے لوگ آپ کی خدمت میں علاج کے لئے حاضر ہوتے تھے حتیٰ کہ کشمیر کے مہاراجہ کی درخواست پر آپ وہاں تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک خاص شاہی طبیب کے طور پر دربارِ جموں وکشمیر سے وابستہ رہے۔ اس عرصہ میں آپ مَطَب کے علاوہ ریاست میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے بھی کوشاں رہے اور درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

1885ء میں حضرت مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود کا ایک اشتہار پہلی بار پڑھا۔ اس کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ حضور کی زیارت کے لئے قادیان پہنچ گئے اور حضور پر پہلی نظر ڈالتے ہی حضور کی صداقت کے قائل ہو گئے۔ یہ آپ کی حضور کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔ اس ملاقات کے بعد آپ ہمیشہ کے لئے حضور کے جاں نثار خادموں میں شامل ہو گئے۔ جب 1889ء میں بمقام لدھیانہ پہلی بار بیعت ہوئی تو آپ نے سب سے پہلے نمبر پر بیعت کرنے کا فخر حاصل کیا۔ 1890ء میں جب حضور نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو پھر بھی بلا تامل آپ حضور کے دعویٰ پر ایمان لے آئے۔

شادی:

حضرت مولوی صاحب کی پہلی شادی تیس برس کی عمر میں بمقام بھیرہ مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی کی صاحبزادی محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ آپ

کی یہ اہلیہ 1905ء میں وفات پا گئیں۔ دوسری شادی 1889ء میں حضرت مسیح موعود کی تحریک پر لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کی صاحبزادی حضرت صغریٰ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ ان کی وفات 1955ء میں بمقام ربوہ ہوئی۔

تصانیف:

1887-88ء میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی تحریک پر عیسائیت کے ردّ میں ایک کتاب فصل الخطاب شائع فرمائی۔ پھر 1890ء میں حضور کی زیرِ ہدایت پنڈت لیکھرام کی کتاب تکذیب براہین احمدیہ کے جواب میں ''تصدیق براہین احمدیہ'' لکھی۔

ملازمت سے فراغت اور قادیان میں ہجرت:

1892ء میں ریاست جموں و کشمیر سے آپ کی ملازمت کا سلسلہ جو 1886ء میں قائم ہوا تھا ختم ہو گیا۔ آپ نے ریاست میں قرآن کریم کے درس و تدریس اور تبلیغ دینِ حق کا جو سلسلہ شروع کر رکھا تھا وہی اس ملازمت کے خاتمہ کا موجب ہوا۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ کی وفات پر اس کے جانشین مہاراجہ پرتاپ سنگھ اور اس کے چند درباری اسلام سے اور حضرت مولوی صاحب سے خاص بغض و تعصب رکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو ملازمت سے فارغ کر دیا۔ آپ وہاں سے واپس اپنے وطن بھیرہ تشریف لے آئے جہاں پر آپ نے وسیع پیمانے پر ایک شفاخانہ قائم کرنے کا ارادہ کیا اور عالیشان مکان کی تعمیر شروع کروا دی۔

1893ء میں جبکہ مکان کی تعمیر ابھی جاری تھی آپ کسی کام کے لئے لاہور تشریف لے گئے وہاں پر آپ کو حضرت مسیح موعود کی زیارت کا خیال آیا۔ چنانچہ آپ قادیان تشریف لے گئے۔ حضور نے فرمایا۔ اب تو آپ ملازمت سے فارغ

ہیں۔ یہاں رہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے سمجھا کہ دو چار روز اور ٹھہر لیتا ہوں۔ ایک ہفتہ بعد حضور نے فرمایا آپ اکیلے یہاں رہتے ہیں اپنی بیویوں کو بھی یہیں منگوالیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے دونوں بیویوں کو بُلا لیا۔ پھر ایک دن حضور نے فرمایا۔ آپ کو کتابوں کا شوق ہے اپنا کتب خانہ بھی یہیں منگوالیں۔ چنانچہ کتب خانہ بھی بھیرہ سے قادیان آ گیا۔ چند دنوں کے بعد حضور نے فرمایا۔ مولوی صاحب! اب آپ وطن کا خیال چھوڑ دیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد

''میں نے وطن کا خیال ایسے چھوڑ دیا کہ کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا۔''

قادیان میں ہجرت کے بعد کئی لوگوں نے آپ کو لاہور یا امرتسر میں جا کر شفاخانہ کھولنے کی تحریک کی لیکن آپ نے اپنے آقا کے قدموں میں ہی رہنا پسند کیا۔ یہیں پر دن رات دین کی خدمت کرنے میں مصروف رہے اور ہر وقت حضرت مسیح موعود کی ہدایت اور حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار رہتے۔ مریضوں کو دیکھتے۔ قرآن و حدیث کا درس دیتے نمازیں پڑھاتے۔ وعظ و نصیحت کرتے۔ حضور کی کتب کے پروف پڑھنے اور حوالے نکالنے کا کام کرتے تھے۔ جب کالج جاری ہوا تو اس میں عربی پڑھاتے تھے۔ جب صدر انجمن احمدیہ قائم ہوگئی تو حضرت مسیح موعود نے آپ کو اس کا پریذیڈنٹ مقرر فرما دیا۔ پھر غرباء کی امداد اور ہمدردی کا بھی ہمیشہ خیال رکھتے۔ غرض قادیان آ کر حضرت مولوی صاحب نے اپنی زندگی دین کے لئے بالکل وقف کر دی۔ صبح سے شام تک اسی میں مصروف رہتے۔ پہلے حضرت مسیح موعود کے مکانات کے قریب ہی اپنا کچا مکان تعمیر کرا کے اس میں رہائش اختیار کر لی۔ بیماروں کے علاج سے جو آمدنی ہوتی اس کا بھی زیادہ تر حصہ چندہ کے طور پر حضور کی خدمت میں پیش کر

دیتے یا یتیموں اور غریبوں کی پرورش میں صرف کر دیتے تھے۔

خلافتِ اولیٰ کا انتخاب:

26رمئی 1908ء کو حضرت مسیح موعود نے وفات پائی۔ 27رمئی کو جب آپ کا جنازہ قادیان میں لایا گیا تو تمام جماعت نے متفقہ طور پر حضرت مولوی نورالدین صاحب کو جماعت احمدیہ کا امام اور حضرت مسیح موعود کا پہلا خلیفہ منتخب کیا اور تمام احمدیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت سے پہلے حضرت مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ:-

''میرے دل میں کبھی امام بننے کی خواہش نہیں ہوئی۔ لیکن اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سُن لو! بیعت بک جانے کا نام ہے...... تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً وکرہاً (یعنی مجبوراً) اس بوجھ کو اُٹھاتا ہوں۔''

خلافتِ اولیٰ کے اہم واقعات

مدرسہ احمدیہ کا قیام:

دینیات کی ایک علیحدہ شاخ تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں قائم ہوگئی تھی لیکن حضرت خلیفہ اول کی خواہش تھی کہ اس مستقل اور الگ صورت میں حضرت مسیح موعود کی یادگار کے طور پر قائم کیا جائے۔ چنانچہ یکم رمارچ 1909ء کو باقاعدہ طور پر مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے پہلے ہیڈ ماسٹر حضرت مولوی سیّد محمد سرور شاہ صاحب مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد جب اس مدرسہ کا انتظام

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) کے سپرد ہوا تو اس نے غیر معمولی طور پر بہت ترقی کی۔

انگریزی ترجمہ قرآنِ مجید:

مسلمانوں کی طرف سے انگریزی زبان میں قرآن کریم کا کوئی قابل اعتبار ترجمہ موجود نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ میں جماعت نے اس طرف توجہ کی۔ چنانچہ انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر تیار کرنے کا کام صدر انجمن احمدیہ کی نگرانی میں اس کے سیکرٹری مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے شروع کیا۔ حضرت خلیفہ اوّل خود ترجمہ اور تفسیری نوٹ سنتے اور اصلاح فرماتے تھے لیکن افسوس ہے کہ جب خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ ثانی خلیفہ منتخب ہوئے اور مولوی محمد علی صاحب خلافت سے منکر ہو کر لاہور چلے گئے تو وہ ترجمہ بھی ساتھ لے گئے اور اپنے بدلے ہوئے عقیدوں اور خیالات کے مطابق اس میں انہوں نے تبدیلی کر لی۔ چنانچہ خلافت ثانیہ کے زمانہ میں اس کام کو ازسرنو شروع کر کے مکمل کیا گیا اور نہایت اعلیٰ درجہ کا انگریزی ترجمۃ القرآن شائع کیا گیا۔

تعمیر عمارات:

قادیان میں احمدیوں کی آبادی میں اضافہ ہونے کی وجہ سے ایک نیا محلّہ دارالعلوم کے نام سے آباد ہوا۔ اس میں کئی عمارتیں تعمیر ہوئیں مثلاً مسجد نور، تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور اس کے بورڈنگ کی عظیم الشان عمارتیں، نور ہسپتال، پھر مسجد اقصیٰ میں توسیع کی گئی۔

اخبارات و رسائل کا اِجراء:

حضرت مولوی صاحب کے عہد میں مندرجہ ذیل نئے اخبارات و رسائل

جاری ہوئے:۔

اخبارنور، اخبارالحق، رسالہ احمدی، احمدی خاتون، اخبار پیغامِ صلح، اخبارالفضل (یہ اخبار حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے 18/جون 1913ء کو جاری فرمایا۔اس کا نام حضرت خلیفہ اوّل نے خود تجویز فرمایا)۔

گھوڑے سے گرنے کا واقعہ:

18/نومبر 1910ء کو حضرت مولوی صاحب گھوڑے پر تشریف لے جا رہے تھے کہ گر پڑے۔آپ کے ماتھے پر سخت چوٹ آئی۔جس کی وجہ سے آپ لمبا عرصہ بیمار رہے۔اس واقعہ سے حضرت مسیح موعود کا 1905ء کا وہ خواب پورا ہوا جس میں حضور نے دیکھا تھا کہ حضرت مولوی صاحب گھوڑے سے گر پڑے ہیں۔

پہلے بیرونی مشن کا قیام:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے عہد کا ایک خاص واقعہ یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کا پہلا بیرونی مشن انگلستان میں قائم ہوا۔محترم چودھری فتح محمد صاحب سیالؔ ایم اے جماعت احمدیہ کے پہلے باقاعدہ مبلغ تھے جو تبلیغ کے لئے لندن بھیجے گئے۔

اندرونی فتنے کا مقابلہ:

حضرت خلیفہ اوّل کے عہد کا ایک اہم واقعہ وہ اندرونی فتنہ ہے جس کا حضور نے کامیابی سے مقابلہ کیا صدرانجمن احمدیہ کے بعض بااثر عہدیداروں اورممبروں نے یہ کوشش کی کہ خلافت کا بابرکت نظام ختم کر کے تمام اختیارات صدرانجمن احمدیہ کے ہاتھ میں آجائے تا کہ وہ جو چاہیں کریں اور کوئی وجود ایسا نہ رہے جو انہیں ٹوک سکے۔

اس کے لئے انہوں نے بہانہ یہ بنایا کہ حضرت مسیح موعود کے رسالہ الوصیت کی ایک تحریر سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ حضور نے اپنا جانشین انجمن کو مقرر کیا ہے نہ کہ خلیفہ کو۔ مگر خدا تعالیٰ ان لوگوں کی یہ کوشش خود انہی کے ذریعہ سے ناکام بنا چکا تھا کیونکہ حضرت خلیفہ اوّل کو خلیفہ منتخب کرتے وقت انہوں نے اپنے دستخطوں سے جو اعلان شائع کیا تھا اس میں صاف یہ لکھا ہوا موجود تھا کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کے رسالہ الوصیت کے منشاء کے مطابق حضرت مولوی صاحب کو خلیفہ منتخب کیا ہے اور یہ کہ ہم حضرت مولوی صاحب کی اسی طرح اطاعت کریں گے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود کی کیا کرتے تھے۔

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ہماری یہ کوشش کامیاب نہیں ہوئی تو پھر ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق دبی زبان میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضور نبی نہیں تھے۔ تا اس بات کے لئے دلیل بن سکے کہ خلافت کی کوئی ضرورت نہیں اور خلافت چونکہ نبیوں کے بعد ہوتی ہے اس لئے حضور کے بعد خلافت ہو ہی نہیں سکتی ان کی یہ کوشش بھی کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر یہ اقرار کر چکے تھے حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور حضرت مولوی نورالدین صاحب حضرت مسیح موعود کے خلیفہ اوّل ہیں۔

جب یہ سازش بھی ناکام ہوتی نظر آئی تو انہوں نے یہ کوشش کی کہ کم از کم خلیفۂ وقت کے اختیارات کو ہی کم کر دیا جائے۔ وہ صرف نمازیں پڑھا چھوڑا کرے باقی سب اختیارات صدر انجمن احمدیہ کے حوالے کر دے۔ مگر یہ کوشش بھی ناکام ہوئی۔ کیونکہ حضرت خلیفۂ اوّل نے اپنی تقریروں اور خطبوں میں سب سے زیادہ اس امر کو ہی پیش کیا کہ:-

”**خلیفہ خدا بناتا ہے** میرے بعد بھی جو خلیفہ ہوگا

اُسے بھی خدا ہی کھڑا کرے گا اور جو لوگ اس کی بیعت کرتے
ہیں اُن کا فرض ہوتا ہے کہ ہر کام اور ہر بات میں خلیفہ کی پوری
پوری اطاعت کریں۔''

نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کی اہمیت جماعتِ احمدیہ پر اچھی طرح واضح ہوگئی اور جماعت کا ایک بڑا حصہ ان لوگوں کے پھیلائے ہوئے فتنہ سے محفوظ ہوگیا۔ صرف گنتی کے چند لوگ اُن کے حامی رہ گئے۔ حضرت خلیفۂ اوّل نے اِن لوگوں کو کئی بار سمجھایا۔ نرمی سے بھی اور سختی سے بھی۔ حتیٰ کے ایک بار انہیں دوبارہ بیعت لینے کا بھی حکم دیا۔ چونکہ حضور کا خدا داد رعب بھی بہت تھا اس لئے انہوں نے ڈر کے مارے مجبوراً بیعت کر لی۔ لیکن اندر ہی اندر سازشوں میں مصروف رہے یہاں تک کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات ہوئی تو یہ لوگ کھل کر سامنے آ گئے اور اعلانیہ خلافت سے منکر ہوکر لاہور چلے گئے اور وہاں پر مولوی محمد علی صاحب ایم اے کی سرکردگی میں جماعت سے علیحدہ ہوکر اپنی الگ انجمن ''احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام'' کے نام سے قائم کر لی۔

حضرت خلیفۂ اوّل کی وفات:

حضرت خلیفہ اوّل چند ماہ بیمار رہنے کے بعد 13/ مارچ 1914ء کو جمعہ کے دِن سوا دو بجے بعد دوپہر قادیان میں وفات پا گئے۔

اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْنَ ط

14/ مارچ 1914ء کو حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نے خلیفہ ثانی منتخب ہو جانے کے بعد آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد ہزاروں احمدیوں نے دینِ حق کے، قرآن مجید کے، آنحضرت ﷺ کے اور

حضرت مسیح موعود کے اس عاشقِ صادق کو جو اپنے اندر بے نظیر خوبیاں رکھتا تھا اور عمر بھر دین کی خدمت کرتا رہا۔ مقبرہ بہشتی قادیان میں حضرت مسیح موعود کے مزار کے پہلو میں دفن کر دیا۔

حضرت خلیفۂ اوّل کا مقام:

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل بہت بزرگ انسان تھے۔ آپ کو سب سے پہلے بیعت کرنے اور پھر ہر حالت میں حضرت مسیح موعود کا ساتھ دینے کی توفیق ملی۔ خدا اور رسولؐ کی محبت کے علاوہ انہیں قرآن مجید سے خاص عشق تھا۔ بیماری ہو یا صحت ہو۔ ہر حالت میں قرآن مجید کا ذکر اور اس کا درس ہی ان کی روح کی غذا تھی۔ حضرت مسیح موعود کے ہر حکم کی پوری اطاعت کرتے تھے۔ جب حضور کی طرف سے کوئی بلاوا آتا تو جس حالت میں بھی ہوتے فوراً بھاگ کر حضور کی خدمت میں پہنچنے کی کوشش کرتے۔ حتیٰ کہ جوتی سنبھالنے اور پگڑی پہننے کا بھی انہیں خیال نہ رہتا۔

ایک دفعہ حضور دہلی میں تھے وہاں سے حضور کا پیغام حضرت مولوی صاحب کو قادیان میں ملا کہ آپ فوراً دہلی آ جائیں۔ حضرت مولوی صاحب اس وقت اپنے مطب میں بیٹھے تھے۔ جب پیغام ملا تو وہیں سے اور اُسی حالت میں روانہ ہو گئے۔ نہ سفر کے لئے کوئی سامان لیا اور نہ کرایہ کا ہی انتظام کیا۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ گھر جا کر سامان بھی نہ لیں اور اتنے لمبے سفر پر خالی ہاتھ روانہ ہو جائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا۔ جب حضور کا حکم کے ہے کہ فوراً آ جاؤ تو میں ایک منٹ بھی یہاں ٹھہرنا گناہ سمجھتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ جب آپ گاڑی پر روانہ ہونے کے لئے بٹالہ کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو ایک امیر آدمی جو بیمار تھا علاج کے لئے حاضر ہو گیا اس

نے دہلی تک کا ٹکٹ بھی خرید دیا اور ایک معقول رقم بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ اس سے تم اندازہ لگالو کہ حضرت مولوی صاحب کا حضور کی اطاعت کرنے کا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرنے میں کیسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ تھا۔ آپ کی انہی خوبیوں کی وجہ سے حضرت مسیح موعود نے آپ کی تعریف میں یہ فارسی شعر کہا کہ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز اُمت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ کیا ہی اچھا ہوا گر میری قوم اور جماعت کا ہر فرد نوردین بن جائے۔ مگر یہ تبھی ہوسکتا ہے جبکہ ہر ایک دل نوردین کی طرح یقین کے نور سے بھر جائے۔

حضرت مولوی صاحب کے اعلیٰ مقام کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے شروع سے ہی اپنی فراست سے یہ معلوم کرلیا تھا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصلح موعود ہیں اور کسی زمانہ میں جماعت کے خلیفہ بن کر دین کی خاص خدمت کریں گے۔ چنانچہ کئی دفعہ آپ نے اس کا اظہار بھی کیا۔ اپنی خلافت کے آخری زمانہ میں آپ نے حضرت خلیفہ ثانی کو ہی اپنی جگہ نمازیں پڑھانے اور خطبات دینے کے لئے مقرر فرمایا۔ پھر آپ کو اپنی جگہ صدر انجمن احمدیہ کا پریزیڈنٹ بھی بنا دیا۔

غرض آپ نے اپنے عہد خلافت میں خلافت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ حضرت خلیفہ ثانی کے مقام کو بھی خوب واضح کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت میں سخت فتنہ پیدا ہونے کے باوجود اکثر جماعت صحیح اور سچی راہ پر قائم رہی اور خلافت سے وابستہ رہی۔

باب سوم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا عہدِ خلافت

ابتدائی مختصر حالات:

اب ہم پہلی خلافت سے گذر کر خلافت ثانیہ کے زمانہ میں داخل ہوتے ہیں۔اس عہد کے حالات مختصر طور پر بیان کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم زمانۂ خلافت سے پہلے کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے کچھ حالات بیان کردیں۔

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی مورخہ 12؍جنوری 1889ء بروز ہفتہ قادیان میں پیدا ہوئے۔آپ حضرت مسیح موعود کی اہلیہ ثانی حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے حضور کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔آپ حضرت رسول کریم ﷺ کی اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے تھے جس میں حضورؐ نے یہ خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں جو مسیح موعود آئے گا وہ اکیلا نہیں رہے گا بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے منشاء خاص سے ایک شادی کرے گا جس سے اس کے ہاں اولاد ہوگی۔پھر آپ کا وجود حضرت مسیح موعود کی اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرنے کا موجب بنا جو جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے مشہور ہے۔اس پیشگوئی میں جو کہ 1886ء میں بمقام ہوشیار پور ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو ایک عظیم الشان بیٹا نو سال کی مدت میں ہونے کی خوشخبری دی

تھی اور بتایا تھا کہ یہ بیٹا:-

''......صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا...... وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم ہو گا اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا......ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا...... زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔''

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے وجود میں یہ پیشگوئی اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی پیشگوئی میں جو جو علامتیں بتائی گئی تھیں ہم سب گواہ ہیں کہ وہ سب پوری ہو گئیں۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ**

حضرت مسیح موعود نے آپ کی پیدائش پر ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپ کی پیدائش کی خوشخبری دیتے ہوئے حضور نے دس شرائط بیعت کا اعلان فرمایا اور پھر کچھ عرصہ بعد 1889ء میں ہی بمقام لدھیانہ پہلی بیعت کا آغاز کیا گیا۔ گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش اور جماعت احمدیہ کا آغاز ایک ہی وقت میں ہوئے۔

جب حضرت خلیفہ ثانی تعلیم کی عمر کو پہنچے تو مقامی اسکول میں آپ کو داخل کرا دیا گیا مگر طالب علمی کے زمانہ میں چونکہ آپ کی صحت خراب رہتی تھی اس لئے آپ کو تعلیم سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب دسویں جماعت کے امتحان تک پہنچے جو کہ اس زمانہ میں یونیورسٹی کا پہلا امتحان تھا تو آپ فیل ہو گئے۔ بس آپ نے اسکول کی تعلیم یہیں تک حاصل کی۔ تعلیم کے زمانہ میں جب آپ کے اُستاد حضرت مسیح موعود سے آپ کی تعلیمی حالت کا ذکر کرتے تو حضور فرمایا کرتے تھے کہ اس کی صحت

اچھی نہیں ہے۔ جتنا یہ شوق سے پڑھے اسے پڑھنے دو زیادہ زور نہ دو۔ دراصل اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت تھی۔ اگر آپ تعلیم میں ہوشیار ہوتے اور ظاہری ڈگریاں حاصل کرتے تو لوگ خیال کرتے کہ آپ کی قابلیت شاید ان ڈگریوں کی وجہ سے ہے مگر اللہ تعالیٰ تو خود آپ کا استاد بننا چاہتا تھا اس لئے ظاہری تعلیم آپ حاصل ہی نہ کر سکے اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی کے مطابق خود آپ کو ظاہری و باطنی تعلیم دی۔ چنانچہ دنیا نے نے دیکھ لیا کہ کسی علم میں بھی دنیا کا کوئی عالم آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جب آپ ذرا بڑے ہوئے تو آپ کے دل میں خدمت دین کا خاص شوق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے ایک ''انجمن تشحیذ الاذہان'' کے نام سے قائم کی اور اس نام کا ایک رسالہ بھی جاری کیا اور اس طرح تحریری اور تقریری مشق کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جو جماعت کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی آپ کو حضرت خلیفہ اوّل نے اپنی خاص تربیت میں لے لیا۔ چنانچہ قرآن شریف اور حدیثوں کی بعض کتابیں آپ نے حضرت مولوی صاحب سے پڑھیں اور آپ نے ان کی صحبت اور فیض سے بہت فائدہ اُٹھایا۔

26رمئی 1908ء کو جب حضرت مسیح موعود وفات پا گئے اس وقت آپ اُنیس برس کے تھے۔ آپ نے حضور کی نعش مبارک کے سرہانے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ عظیم الشان عہد کیا کہ الٰہی اگر سارے لوگ بھی حضرت مسیح موعود کی جماعت کو چھوڑ دیں تو پھر بھی میں اپنے عہد پر قائم رہوں گا اور حضرت مسیح موعود جس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے اُسے پورا کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔

اس عہد کے بعد ستاون برس تک حضور زندہ رہے۔ آپ کی زندگی کا ایک

ایک دن اِس امر کا گواہ ہے کہ آپ نے جو عہد کیا تھا اُسے کس شان سے پورکر دکھایا۔

1911ء میں آپ نے حضرت خلیفہ اوّل کی اجازت سے ایک انجمن ''انصاراللہ'' کے نام سے قائم فرمائی اوراس کے ذریعے تبلیغ وتربیت کے کئی کام کئے۔ 1912ء میں آپ نے حج کیا۔1913ء میں اخبار''الفضل'' جاری کیا۔حضرت خلیفہ اوّل کے زمانہ میں آپ نے کئی تبلیغی سفر بھی کئے۔جن میں آپ کی تقریروں کولوگ خاص طور پر بہت پسند کرتے تھے۔حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت آپ ابھی بچہ ہی تھےلیکن حضرت خلیفہ اوّل کی خلافت کے ابتدائی ایام میں ہی آپ نے جماعت میں پیدا ہونے والے اس فتنہ کے ابتدائی آثار کو بھانپ لیا تھا جوخلافت کے منکرین کی طرف سے بہت ہی آہستہ آہستہ ظاہر ہورہے تھے۔آپ کا یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ کی باریک نظر نے آنے والے خطروں کومحسوس کر لیا اور معلوم کرلیا کہ یہ لوگ خلافت کے منکر ہوکر احمدیت کی خصوصیات اور برکات کو تباہ کر دینا چاہتے ہیں چنانچہ باوجود اس کے کہ آپ کی ان لوگوں کیطرف سے سخت مخالفت کی گئی مگر آپ صحیح راستہ پر ڈٹے رہے آپ نے بہادری کے ساتھ اُن کا مقابلہ کیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت اس فتنہ سے بڑی حد تک بچی رہی۔حالانکہ یہ فتنہ پیدا کرنے والے لوگ وہ تھے جو کہ جماعت میں ذی علم اور تجربہ کار سمجھے جاتے تھے۔وہ خود کوصدر انجمن کے مالک سمجھتے تھے اور حضور کو''کل کا بچہ'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔مگر دیکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ بالآخر یہی''کل کا بچہ'' کامیاب رہا۔

انتخاب خلافتِ ثانیہ:

جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔حضرت خلیفہ اوّل مورخہ 13/مارچ 1914ء کو بعد دوپہر فوت ہوئے تھے۔وہ جماعت پر ایک بہت ہی نازک وقت تھا۔

ایک طرف حضرت خلیفہ اوّل کی جدائی کا غم تھا اور دوسری طرف منکرین خلافت کے فتنہ کا خوف تھا جو ہر مخلص احمدی کو بیتاب کر رہا تھا۔ اور وہ بیقراری کے ساتھ دعاؤں میں مصروف تھا۔ نمازِ عصر کے بعد حضرت خلیفہ المسیح الثانی نے ایک بہت درد سے بھری ہوئی تقریر فرمائی جس میں آپ نے فرمایا کہ دوستوں کو بہت دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی مدد فرمائے اور صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے۔ دوسرے دن خلافت کا انکار کرنے والوں کو سمجھانے کی ایک آخری کوشش کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے انہیں یہاں تک کہا کہ اگر آپ خلافت سے انکار نہ کریں تو ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کثرت رائے سے آپ لوگوں میں سے کوئی خلیفہ منتخب ہو جائے تو ہم سچے دل سے اُسے قبول کریں گے لیکن یہ لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل کی زندگی میں ہی ایک رسالہ چھاپ کر تیار کر رکھا تھا جسے حضور کی وفات ہوتے ہی کثرت سے جماعت میں تقسیم کر دیا گیا۔ اِس پروپیگنڈا کی وجہ سے انہیں امید تھی کہ جماعت ان کی باتوں کو ضرور مان لے گی۔ اس لئے وہ اپنی باتوں پر اڑے رہے۔ آخر 14/مارچ کو نمازِ عصر کے بعد سب احمدی جو دو ہزار کی تعداد میں دور و نزدیک سے آئے ہوئے تھے مسجد نور قادیان میں جمع ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وصیت پڑھ کر سنائی۔ جس میں آپ نے اپنا جانشین مقرر کرنے کی نصیحت فرمائی تھی۔ وصیت پڑھنے کے ساتھ ہی ہر طرف سے لوگوں کی آوازیں ''حضرت میاں صاحب، حضرت میاں صاحب'' (مراد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی) بلند ہونے لگیں۔

حضرت مسیح موعود کے پرانے صحابی حضرت مولوی سیّد محمد احسن صاحب امروہی نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ آپ نے خلافت کی ضرورت واضح کرنے کے بعد

فرمایا کہ میری رائے میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ہر طرح سے خلیفۃ المسیح بننے کے اہل ہیں۔اس لئے ہمیں ان کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہیئے ۔اس کی ہر طرف سے تائید کی گئی اور لوگوں نے اصرار کرنا شروع کیا کہ ہماری بیعت لی جائے۔مولوی محمد علی صاحب نے جو منکرین خلافت کے لیڈر تھے' کچھ کہنا چاہا لیکن لوگوں نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ جب آپ خلافت ہی کے منکر ہیں تو ہم کس طرح آپ کی بات سننے کے لئے تیار ہوں؟

لوگ چاروں طرف سے ٹوٹے پڑتے تھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا خدا کے فرشتے لوگوں کو پکڑ پکڑ کے بیعت کے لئے تیار کر رہے ہیں۔حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے کچھ تأمل کیا مگر آخر لوگوں کے اصرار پر حضور نے بیعت لینی شروع کر دی۔ جو لوگ قریب نہیں آ سکتے تھے انہوں نے اپنی پگڑیاں پھیلا کر اور ایک دوسرے کی پیٹھوں پر ہاتھ رکھ کر بیعت کے الفاظ دہرائے۔ بیعت کے بعد لمبی دعا ہوئی جس میں سب پر رقت طاری تھی۔دعا کے بعد حضور نے درد سے بھری ہوئی تقریر فرمائی۔جس میں آپ نے فرمایا کہ گو میں بہت ہی کمزور انسان ہوں مگر خدا تعالیٰ نے مجھ پر جو ذمہ داری ڈال دی ہے مجھے یقین ہے کہ خدا اِس کے ادا کرنے کی توفیق مجھے عطا فرمائے گا۔آپ سب لوگ متحد ہو کر اسلام اور احمدیت کی ترقی کی کوشش میں میری مدد کریں۔

اس تقریر سے سب لوگوں کے دلوں میں ایک خاص اطمینان پیدا ہو گیا۔
مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے جب دیکھا کہ جماعت نے اُن کی بات نہیں مانی تو وہ حسرت کے ساتھ اس مجمع میں سے اُٹھ کر چلے گئے اور پھر چند دن کے بعد مستقل طور پر قادیان چھوڑ کر لاہور چلے گئے اور وہاں پر انہوں نے اپنے ساتھیوں کی الگ انجمن قائم کر لی۔شروع شروع میں انہوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ بہت تھوڑے

لوگ خلافت کے ساتھ ہیں۔مگر آہستہ آہستہ انہوں نے اپنی ناکامی کومحسوس کرلیا اور اقرار بھی کرلیا کہ جماعت احمدیہ کی بہت بھاری اکثریت خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہوچکی ہے اور ہم انہیں ورغلانے میں ناکام رہے ہیں۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ!

خلافتِ ثانیہ کے اہم واقعات:

خلافتِ ثانیہ کا مبارک دور 14/مارچ 1914ء کو شروع ہوا اور 8/نومبر 1965ء کو ختم ہوا۔گویا خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ دور اکاون سال تک جاری رہا۔اس عرصہ میں حضور نے سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے لئے اتنے کارنامے سرانجام دیئے اور ان کے اتنے عظیم الشان نتائج نکلے کہ انہیں تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ بھی اس مختصر رسالہ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔اس لئے ذیل میں چند خاص خاص واقعات کا ہی ذکر کیا جاتا ہے۔

تبلیغِ دین حق کا وسیع نظام:

جیسا کہ بچوں کو علم ہے کہ احمدیت دنیا میں دین حق کی تبلیغ اور اشاعت کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔حضرت خلیفہ ثانی نے خلیفہ بننے کے بعد سب سے پہلے اسی کی طرف توجہ دی۔چنانچہ ایک طرف تو آپ نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ و تفسیر تیار کرنے کا کام نئے سرے سے شروع کردیا۔تاکہ اس کے ذریعہ یورپ میں اسلام کی تبلیغ ہوسکے اور دوسری طرف آپ نے مبلغین تیار کرنے اور پھر انہیں دنیا کے مختلف ملکوں میں بھجوانے کا انتظام کیا یہ انتظام بعد میں انجمن تحریک جدید کے سپرد کردیا گیا۔سب سے پہلے ماریشس کے جزیرہ میں احمدیہ مشن قائم ہوا جہاں پر حضور نے حضرت صوفی غلام محمد صاحب کو بھیجا پھر امریکہ میں سلسلہ احمدیہ کے پرانے بزرگ اور حضرت مسیح موعود کے ساتھی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ دین حق کا پیغام

پہنچایا گیا۔ پھر مغربی افریقہ میں ایک اور بزرگ صحابی حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر تشریف لے گئے ان بزرگوں کے ذریعہ کثرت کے ساتھ لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور خدا نے انہیں غیر معمولی کامیابی بخشی۔ ان کے واپس آ جانے پر دوسرے مربیان کرام وہاں جاتے رہے۔ چنانچہ اب ان تینوں ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں احمدی جماعتیں موجود ہیں۔ افریقہ اور ماریشس میں تو احمدیوں کی اپنی کئی بیوت الذکر اور اسکول بھی قائم ہیں۔ اُس وقت مندرجہ ذیل ملکوں میں احمدیہ مشن موجود تھے جو کہ بہت کامیابی سے دین حق کی خدمت کر رہے تھے:-

امریکہ : ریاست ہائے متحدہ امریکہ، ٹرینیڈاڈ، برٹش گی آنا، کینیڈا

یورپ : انگلینڈ، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، سپین، ڈنمارک، جرمنی، سویڈن، ناروے

مغربی افریقہ : نائجیریا، غانا، سیرالیون، لائبیریا، گیمبیا، زیمبیا، آئیوری کوسٹ، ٹوگولینڈ

مشرقی افریقہ : کینیا، ٹانگانیکا، یوگنڈا، ماریشس

ان ممالک کے علاوہ جنوبی افریقہ، فلسطین، لبنان، شام، عدن، مصر، کویت، عراق، بحرین، دوبئی، برما، سیلون، ہانگ کانگ، سنگاپور، جاپان، ملائشیا، شمالی بورنیو، فلپائن اور انڈونیشیا میں بھی ہماری جماعتیں قائم ہوئیں۔ بالخصوص انڈونیشیا میں تو احمدیت کو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔ ایران، حبشہ، سومالی لینڈ، کانگو، ہنگری، پولینڈ، فلپائن اور ارجنٹائن میں بھی باقاعدہ مبلغین بھجوا کر دین حق کا پیغام لوگوں تک پہنچایا گیا۔

بیوت الذکر:

واشنگٹن (امریکہ)، ہیمبرگ، فرینکفرٹ (مغربی جرمنی) زیورک (سوئٹزرلینڈ)، ہیگ (ہالینڈ)، ڈنمارک، سویڈن، مغربی اور مشرقی افریقہ کے کئی ممالک میں ہماری

کم و بیش 30 بیوت الذکر تعمیر کی گئیں۔ ان میں سے متعدد بیوت الذکر اتنی عظیم الشان ہیں کہ ان کی تعمیر پر کئی لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے۔

کالج اور اسکول:

بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے 57 کالج یا اسکول قائم ہوئے جو بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔

اخبارات ورسائل:

مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں جماعت احمدیہ کے 112 اخبارات و رسائل شائع ہوئے۔

قرآن کریم کے تراجم:

قرآن کریم کے تراجم انگریزی، ڈچ، جرمن، سواحیلی، ہندی اور گورمکھی زبانوں میں شائع کئے گئے ان کے علاوہ مختلف ملکوں کی بارہ اور زبانوں میں ترجمے تیار کئے گئے۔

جماعتی تربیت اور نظام:

دین حق کے کام کو وسیع کرنے کے ساتھ ہی ساتھ آپ کو جماعت کی تعلیم و تربیت کا بھی بہت خیال رہتا تھا۔ چنانچہ اس غرض سے آپ نے:-

1) مردوں میں اور عورتوں میں الگ الگ قرآن مجید کا درس دینا شروع کیا جو بعد میں کتابی صورت میں تفسیر کبیر کے نام سے شائع ہو گیا۔ یہ تفسیر علمی اور تربیتی لحاظ سے اتنی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ کئی غیر احمدی عالموں نے بھی اس کی تعریف کی ہے۔ کئی لوگ اسے پڑھ کر ہی احمدی ہو گئے۔ جماعت کی تربیت کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت ہی ضروری اور مفید ہے۔

پھر حضور نے قرآن مجید کا سلیس، سادہ اور با محاورہ اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا اور اس کے ساتھ ضروری مقامات پر تفسیری نوٹ بھی لکھے یہ ترجمہ سب سے پہلے 1957ء میں تفسیر صغیر کے نام سے شائع ہوا۔ یہ اپنوں اور غیروں میں بہت مقبول ہے۔

2) جماعت کی تربیت کے لئے دوسرا ذریعہ حضور نے خطبات اور تقاریر کا اختیار فرمایا۔ قریباً ہر دینی مسئلہ پر اور تربیت کے پہلو پر حضور نے تقاریر فرمائیں اور خطبات دیئے۔ یہ تقاریر اور خطبات بہت ہی پُر اثر ہیں۔ جماعت کی علمی ترقی اور تربیت کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوئے۔

3) حضور نے 1919ء میں صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا نظام قائم فرمایا اور پھر تمام جماعتوں میں با قاعدہ عہدیدار منتخب کرنے اور پھر ان کے کام کی نگرانی کا انتظام فرمایا جس کی وجہ سے جماعت ہر لحاظ سے منظّم ہو کر کام کرنے لگی۔

4) جماعت کی تربیت کے لئے حضور نے 1922ء میں احمدی عورتوں کی تنظیم لجنہ اِماءِ اللہ قائم فرمائی۔ پھر 1926ء میں ان کے لئے ایک علیحدہ رسالہ مصباح کے نام سے جاری فرمایا۔ 1926ء میں نصرت گرلز ہائی اسکول قائم کیا اور 1951ء میں بمقام ربوہ جامعہ نصرت قائم کیا۔ جس میں احمدی بچیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ ان اداروں میں دینی تعلیم کا بھی انتظام فرمایا۔ پھر 1938ء میں حضور نے احمدی نوجوانوں کی تنظیم خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی۔ پھر حضور نے احمدی بچوں کے لئے اطفال الاحمدیہ اور بچیوں کے لئے ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی اور 40 سال سے اوپر کی عمر کے احمدیوں کو منظّم کرنے کے لئے مجلس انصار اللہ قائم فرمائی۔ ان تنظیموں نے جماعت کی تعلیم و تربیت میں بہت اہم حصہ لیا۔ ان کی وجہ سے جماعت کا کام کرنے کے لئے ہزاروں کارکنوں کی ٹریننگ ہوئی اور انہوں نے اپنے اپنے وقت پر

جماعت کی نمایاں خدمت کرنے میں حصہ لیا۔

منارۃ المسیح کی تکمیل:

جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے کہ منارۃ المسیح کی بنیاد خود حضرت مسیح موعود نے 1903ء میں رکھی تھی بعد میں مشکلات کی وجہ سے کام بند ہو گیا۔ حضرت خلیفہ ثانی نے اپنے عہد خلافت کے ابتدائی زمانہ میں ہی اس کی طرف توجہ فرمائی۔ چنانچہ 1914ء میں دوبارہ اس کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور 1916ء میں منارۃ المسیح اپنی پوری شان کے ساتھ مکمل ہو گیا اور اس طرح حضور کے ذریعہ سے حضرت رسولِ کریم ﷺ کی پیشگوئی ظاہری رنگ میں بھی پوری ہوگئی جس میں حضور نے مینارہ کے قریب مسیح موعود کے نزول کی بشارت دی تھی۔

محکمہ قضا:

جماعت کے لوگوں میں آپس میں جو جھگڑے ہو جاتے ہیں ان کا فیصلہ کرنے کیلئے حضور نے 1925ء میں محکمہ قضا قائم کیا جو کہ قرآن کریم کے حکموں اور دینی تعلیم کے مطابق تمام جھگڑوں کا فیصلہ کر دیتا ہے اور احمدیوں کو عدالتوں میں اپنے مقدمے نہیں لے جانے پڑتے۔

مجلس مشاورت:

1922ء میں حضور نے مجلس مشاورت قائم فرمائی اس مجلس میں سال میں ایک دفعہ خلیفۂ وقت کے حکم سے تمام احمدی جماعتوں کے نمائندے جنہیں وہ جماعتیں خود منتخب کرتی ہیں مرکز میں جمع ہوتے ہیں اور جماعت کے متعلق جو معاملات خلیفۂ وقت کی طرف سے مشورہ کے لئے پیش کئے جائیں۔ ان کے متعلق یہ نمائندے

اپنی رائے اور مشورے پیش کرتے ہیں۔خلیفۂ وقت ان مشوروں میں سے جومناسب سمجھتے ہیں انہیں منظور کر لیتے ہیں۔اس طرح ساری جماعت کو جماعت کے معاملات کو سمجھنے اور مشورہ دینے کا موقع ملتا ہے۔

اِرْتِداد کی تحریکِ ملکانہ اور جماعت احمدیہ کی جِدّ وجُہد:

ہندوستان کے صوبہ یوپی میں مسلمانوں کی ایک قوم ملکانہ راجپوت کہلاتی ہے۔ان لوگوں میں ہندو عقائد اور رسموں کا اتنا اثر تھا کہ وہ مسلمان کہلانے کے باوجود بتوں کی پوجا بھی کرتے تھے۔1922-23ء میں ہندوؤں کے آریہ سماجی فرقہ نے ان لوگوں کو اسلام سے مرتد کر کے ہندو بنا لینے کی تحریک شروع کی۔ چنانچہ بہت سے لوگ جو ملکانہ قوم سے تعلق رکھتے تھے مرتد ہو کر ہندو بن گئے۔حضرت خلیفہ ثانی کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے ہندوؤں کی اس کوشش کو ناکام بنانے کے لئے جدوجہد شروع کی۔آپ کی تحریک پر سینکڑوں اور ہزاروں احمدیوں نے اصلاحی کام کے لئے اپنے آپ کو تین تین ماہ کے لئے وقف کیا اور وہ اپنے اپنے خرچ پر صوبہ یوپی میں جا کر مربیٔ دین حق کے طور پر کام کرنے لگے۔حضور نے ایک خاص تنظیم کے ماتحت اس علاقہ میں احمدی مبلغین کا ایک وسیع جال پھیلا دیا اور ایسا انتظام کیا کہ جب کچھ احمدی وہاں سے واپس آتے تھے تو ان کی جگہ لینے کے لئے اور احمدی وہاں پہنچ جاتے تھے۔ ان احمدیوں نے حضور کی ہدایت کے مطابق وہاں پر رات دن کام کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آریہ سماج کی یہ تحریک ناکام ہوگئی۔ ہزاروں مسلمان مرتد ہونے سے بچ گئے اور جو مرتد ہو گئے تھے انہوں نے بھی توبہ کر کے پھر اسلام قبول کرلیا۔اس تحریک کو حضور نے ایسی کامیابی سے چلایا کہ غیر از جماعت مسلمانوں نے بھی احمدیوں کی اس اسلامی خدمت کا اوران کی بے نظیر کامیابی کا کھلے لفظوں اعتراف کیا۔

پہلاسفرِ لنڈن:

1924ء میں لنڈن میں ایک مشہور نمائش ہوئی جسے ویمبلے نمائش کہتے ہیں۔ اس موقعہ پر ایک کانفرنس بھی ہوئی جس میں مختلف مذہبوں کے نمائندوں کو اپنے اپنے مذہب کو پیش کرنے کی دعوت دی گئی۔ یہ دعوت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بھی ملی جس میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا تھا کہ حضور خود لنڈن آکر اس کانفرنس میں شامل ہوں۔ چنانچہ حضور نے جماعت سے مشورہ کرنے کے بعد خود اس میں شامل ہونے کا فیصلہ فرمایا۔ حضور بارہ احمدیوں کے قافلہ کے ساتھ 12/جولائی 1924ء کو بمبئی سے سمندری جہاز میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں مصر، شام اور فلسطین میں بھی ٹھہرے۔ لنڈن میں آپ کا لکھا ہوا مضمون حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھ کر سنایا یہ مضمون بہت ہی پسند کیا گیا۔ اس موقعہ پر آپ نے 19/اکتوبر 1924ء کو لنڈن میں پہلی احمدیہ بیت الذکر کی بنیاد رکھی۔ اس بیت الذکر کا افتتاح 1926ء میں کیا گیا۔ یہ سفر تبلیغی لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ جس جس ملک سے بھی آپ گزرے وہاں پر لوگوں نے احمدیت کے ساتھ بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ تقریباً چار ماہ تک اس سفر پر رہنے کے بعد آپ بڑی کامیابی کے ساتھ واپس تشریف لائے۔

کابل میں ایک اور احمدی کی شہادت:

1924ء میں جبکہ ابھی حضور لندن میں تھے افغانستان کے دارالحکومت کابل میں ایک اور احمدی کو محض احمدی ہونے کی وجہ سے بڑی بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا۔ اس احمدی کا نام حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب تھا شہید کرنے سے قبل آپ کو کہا گیا کہ اب بھی وقت ہے کہ احمدی ہونے سے انکار کر دو تا کہ تم بچ جاؤ۔ مگر آپ نے فرمایا میں صداقت کو ہر گز نہیں چھوڑ سکتا۔

جب یہ خبر حضور کو لنڈن میں پہنچی تو آپ کو سخت صدمہ ہوا مگر اس امر کی خوشی بھی ہوئی ایک احمدی نوجوان نے قربانی اور ثابت قدمی کا اتنا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ لنڈن کے اخباروں بلکہ ساری دنیا کے انصاف پسند لوگوں نے اس ظالمانہ کاروائی پر سخت نفرت کا اظہار کیا۔

ملکی معاملات میں مسلمانوں کی راہنمائی:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایک مذہبی جماعت کے لیڈر تھے۔ اس لئے آپ ملک کے سیاسی معاملات میں حصہ لینا پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن چونکہ آپ کے دل میں مسلمانوں کے لئے بہت ہی ہمدردی تھی اور ملکی معاملات کا مسلمانوں پر بھی اثر پڑتا تھا۔ اس لئے آپ نے کئی نازک اور ضروری مواقع پر بڑی عمدگی کے ساتھ مسلمانوں کی راہنمائی اور مدد کی مثلاً:-

1) 1921ء میں مسلمانوں میں تحریک ہجرت شروع ہوئی بعض مسلمان لیڈروں نے یہ تحریک کی کہ چونکہ ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت ہے جو کہ کافر ہیں اس لئے اس ملک سے ہجرت کر کے مسلمانوں کو افغانستان چلے جانا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسلمانوں پر واضح کیا کہ یہ تحریک ناکام ہوگی اور یہ مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ تحریک ناکام ہوگئی اور ہجرت کرنے والے سخت نقصان اُٹھا کر واپس آنے پر مجبور ہوگئے۔

2) ہندوؤں کی طرف سے متواتر ایسی کتابیں شائع ہوتی رہتی تھیں جن میں آنحضرت ﷺ کی شان میں سخت توہین کی جاتی تھی اور مسلمانوں کے دل دُکھائے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے کئی جگہ ہندو مسلم فساد بھی ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک ایسا قانون بنوانے کی کوشش کی جس سے کوئی شخص مذہبی پیشواؤں کی بے عزتی نہ کر سکے چنانچہ حضور کی کوشش سے حکومت نے ایک ایسا قانون بنایا جس میں

مذہبی پیشواؤں کی عزت کی حفاظت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

3) ہندو ملک میں ہر جگہ چھائے ہوئے تھے جس کی وجہ سے مسلمان نقصان اُٹھاتے تھے۔ پھر مسلمانوں میں باہمی اختلاف بھی بہت تھے جن کی وجہ سے وہ متحد ہو کر ہندوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ دیکھا تو مسلمانوں کو متّحد کرنے کی کوشش کی اور یہ تجویز پیش کی کہ خواہ عقائد کے لحاظ سے مسلمانوں میں آپس میں کتنا ہی اختلاف ہو لیکن سیاسی میدان میں جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اسے سیاسی لحاظ سے مسلمان ہی سمجھنا چاہئے اور سب کو متّحد ہو کر ترقی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

4) 1928ء میں آپ نے سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کی تحریک فرمائی یعنی سال میں ایک بار کوئی تاریخ مقرر کر کے اس میں جلسے کرنے کا پروگرام بنایا گیا ان جلسوں میں آنحضرت ﷺ کی سیرت پر مسلمانوں سے اور شریف غیر مسلموں سے تقریریں کرائی گئیں۔ یہ تحریک بہت بابرکت ثابت ہوئی اس کی وجہ سے کئی غیر مسلموں کے دلوں میں جو تعصب تھا وہ دور ہو گیا۔ اور انہیں آنحضرتؐ کی سیرت کا علم ہو کر آپؐ کے ساتھ عقیدت پیدا ہوئی۔

5) 1928ء سے 1931ء تک انگریزوں کی حکومت نے ہندوستان کے آئین میں تبدیلیاں کرنے اور حکومت میں ہندوستانیوں کو شریک کرنے کے سلسلہ میں کئی کوششیں کیں۔ اس سلسلہ میں کئی کانفرنسیں ہوئیں جن میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے نمائندوں سے مشورے کئے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس زمانہ میں بھی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ کئی کتابیں لکھیں مثلاً ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل وغیرہ۔ چنانچہ مسلمان نمائندوں نے جن میں چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی شامل تھے۔ حضور کی ہدایت اور تجویزوں سے بہت فائدہ

اُٹھایا اور کئی خطروں سے مسلمانوں کو محفوظ کر لیا۔

6) کشمیر میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت ہے مگر وہاں ایک غیر مسلم راجہ کی حکومت تھی جو مسلمانوں پر بہت ظلم کرتی تھا اور ہر رنگ میں اُنہیں وہاں دباتی چلی آتی تھی۔ جب یہ مظالم حد سے بڑھ گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دل میں کشمیری مسلمانوں کے لئے بہت ہی ہمدردی پیدا ہوئی چنانچہ آپ نے ان کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔ آپ کی تحریک سے کشمیری مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوئی اور انہوں نے سر دھڑ کی بازی لگا کر اپنی آزادی کی تحریک شروع کی جس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان کی راہنمائی فرمائی۔ ہندوستان کے بڑے بڑے مسلمان لیڈروں نے مل کر 1931ء میں ایک کمیٹی بنائی جس کا نام تھا ''آل انڈیا کشمیر کمیٹی'' اس میں ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم اور دوسرے کئی بڑے بڑے مسلمان لیڈر شامل ہوئے اس کمیٹی کا صدر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بنایا گیا۔ اس کمیٹی نے حضور کی راہنمائی میں بہت کامیابی حاصل کی۔ کشمیر کے ہندو راجہ کو کئی ایسے حق مسلمانوں کے دینے پڑے جن سے وہ پہلے محروم چلے آتے تھے۔ چنانچہ کشمیر کے بڑے بڑے مسلمان لیڈر جن میں شیخ محمد عبداللہ بھی شامل تھے۔ حضرت اقدس سے قادیان جا کر ملتے رہے اور انہوں نے زبانی اور تحریری بھی یہ اعتراف کیا کہ حضور نے عین وقت پر کشمیری مسلمانوں کی بہت بھاری مدد کی ہے۔

پیارے بچو! تم جانتے ہی ہو کہ احمدیت کے مخالف بھی ہر جگہ ہوتے ہیں۔ جب مخالفین نے یہ دیکھا کہ احمدی مسلمانوں میں بہت ہی مقبول ہو رہے ہیں اور سب بڑے بڑے مسلمان لیڈر ہر ضروری مسئلہ میں امامِ جماعت احمدیہ سے مشورہ کرتے ہیں اور پھر اس مشورہ پر عمل بھی کرتے ہیں تو حسد کی وجہ سے ان کا بُرا حال ہو گیا انہوں نے کشمیر کمیٹی میں بھی احمدی اور غیر احمدی کا سوال کھڑا کر دیا اور ہر جگہ لوگوں کو احمدیوں

کے خلاف بھڑکانے لگے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان کی شرارتوں کو دیکھا تو آپ نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ مگر اس استعفیٰ کے باوجود کشمیری مسلمانوں کی آخری وقت تک مدد کرتے رہے۔

7) جب ملک کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا تو اس وقت بھی حضرت اقدس نے مسلمانوں کے مفاد کے لئے بہت سے اہم کام سرانجام دیئے۔ قائداعظم محمد علی جناح مرحوم ہندوستانی مسلمانوں کے اختلاف دیکھتے ہوئے لندن چلے گئے تھے اور وہاں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ حضرت اقدس نے اپنے نمائندے کے ذریعے انہیں تحریک کی۔ کہ آپ کو ہندوستانی مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے واپس وطن آ جانا چاہیئے۔ چنانچہ قائداعظم واپس تشریف لے آئے اور آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے تلے مسلمانوں کو جمع کر کے پاکستان حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کی جسے خدا تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ 1947ء میں ملک کی تقسیم کے وقت کئی ایسے نازک وقت آئے جبکہ بظاہر معمولی سی غلطی کے نتیجہ میں مسلمانوں کو بہت نقصان کا خطرہ تھا۔ ایسے نازک موقعوں پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے قائداعظم کی پوری پوری مدد کی اور پاکستان قائم کرنے کی جدوجہد میں حصہ لیا۔

اخبار الفضل:

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک نہایت اہم کارنامہ اخبار الفضل کا اجراء ہے یہ اخبار حضور نے 18/جون 1913ء کو قادیان سے جاری فرمایا۔ اس کے پہلے ایڈیٹر بھی حضور خود تھے یہ اخبار پہلے ہفتہ وار تھا۔ پھر ہفتہ میں دو بار شائع ہونے لگا۔ پھر سہ روزہ ہو گیا۔ آخر 8/مارچ 1935ء سے مستقل طور پر روزانہ کر دیا گیا۔ 1947ء تک قادیان سے شائع ہوتا رہا۔ قیامِ پاکستان کے بعد 1954ء تک لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ 1955ء سے ربوہ سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کا واحد

ترجمان اخبار ہے جس نے خلفائے کرام کے خطبات اور ارشادات کو جماعت تک پہنچانے تبلیغ اور تربیت کرنے اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کو محفوظ کرنے میں خاص خدمات سرانجام دی ہیں۔

ہجرت اور درویشان قادیان:

1947ء میں پاکستان قائم ہونے پر ملک میں خطرناک فسادات شروع ہو گئے۔ ضلع گورداسپور جس میں قادیان واقع ہے بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ حضرت اقدس نے قادیان کی آبادی کو حفاظت کے ساتھ پاکستان پہنچانے کے لئے دن رات کام کیا۔ جہاں اور لوگ لاکھوں کی تعداد میں لوٹے گئے اور مارے گئے وہاں احمدی جماعت کے اکثر افراد حضور کی راہنمائی میں بڑی عمدگی اور حفاظت کے ساتھ ایک خاص انتظام کے ماتحت پاکستان پہنچ گئے۔ دوسری طرف آپ نے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے قادیان میں احمدیوں کو آباد رکھنے کا بھی نہایت اعلیٰ انتظام کیا۔ چنانچہ اب بھی وہاں پر ایک بڑی تعداد میں احمدی درویشان قادیان کے نام سے آباد ہیں جن کے پہلے امیر حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل مرحوم مقرر ہوئے۔ حضرت المصلح الموعود کے ایک بیٹے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بھی قادیان میں اعلیٰ خدمات بجالا رہے ہیں۔ وہاں سے ایک ہفتہ وار اخبار ''بدر'' بھی باقاعدہ شائع ہوتا ہے۔ ہر سال وہاں پر جلسہ سالانہ بھی منعقد ہوتا ہے۔ ہندوستان کی صدر انجمن احمدیہ کا مرکز قادیان میں ہی ہے۔

ربوہ کا قیام:

قادیان سے ہجرت کے بعد پاکستان میں آ کر ربوہ جیسی عظیم الشان بستی آباد کر لینا اور جماعت احمدیہ کا مرکز دوبارہ قائم کرنا حضور کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جماعت لُٹ لُٹا کر پاکستان آئی تھی۔ قادیان کے احمدی جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ حضور نے تھوڑے سے عرصہ میں ہی ربوہ کی زمین حکومت سے حاصل کر کے 20ستمبر 1948ء کو یہاں جماعت احمدیہ کے نئے مرکز کی بنیاد رکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک عظیم الشان احمدی بستی قائم کر کے دکھا دی۔ ربوہ کا قیام حضور کا ایک بے نظیر کارنامہ ہے۔ دیگر مسلمان لاکھوں کی تعداد میں بھارت سے ہجرت کر کے آئے۔ ان کی تنظیمیں بھی موجود تھیں مگر کسی کو اس طرح بستی آباد کرنے کی توفیق نہ ملی۔

حضرت اماں جان کی وفات:

مورخہ 20/اور 21/اپریل کی درمیانی شب کو ربوہ میں حضرت اماں جان محترمہ سیدہ نصرت جہاں بیگم 86 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔

اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَ اِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ ط

22/اپریل کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد آپ کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں امانتاً دفن کیا گیا۔

حضرت اماں جان حضرت مسیح موعود کی دوسری بیوی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی والدہ محترمہ تھیں جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ آپ کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی شادی اللہ تعالیٰ کے خاص الہام و بشارت کے ماتحت ہوئی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقدس اولاد عطا فرمائی جس کے ذریعہ دنیا میں دین حق اور احمدیت کی ترقی مقدر تھی۔

آپ 1865ء میں بمقام دہلی ایک نہایت معزز سادات خاندان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد کا نام حضرت میر ناصر نواب صاحب تھا۔ والدہ کا نام حضرت سید بیگم صاحبہ تھا۔ 1884ء میں آپ کی شادی حضرت مسیح موعود سے ہوئی۔

حضرت اماں جان بہت پاکباز اور بزرگ خاتون تھیں۔ احمدیت پر کامل

ایمان، عبادت گزاری، سخاوت، مہمان نوازی، غرباء پروری، صفائی پسندی، صبر وتحمل اور اللہ تعالیٰ پر ہر حالت میں کامل توکّل آپ کی خاص خوبیاں تھیں۔ اپنی اولاد کی آپ نے بہترین پرورش اور تربیت فرمائی۔ اور جماعت کے ہر فرد کے ساتھ آپ اتنی ہمدردی فرماتی تھیں کہ ہر کوئی یہی سمجھتا تھا کہ میرے ساتھ تو آپ کا خاص تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کو بلند درجات دے اور ہم سب کو آپ کی خوبیوں کا وارث بنائے۔ آمین!

جماعت کے خلاف فتنے:

حضور کے زمانے میں جماعت احمدیہ کے خلاف کئی فتنے ظاہر ہوئے۔ ان میں سے بعض فتنے تو اتنے خطرناک تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ بس اب نعوذ باللہ احمدیت دنیا سے مٹ جائے گی۔ مگر ہر فتنے کا حضور نے انتہائی بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور پہلے ہی یہ اعلان کر دیا کہ یہ فتنے ناکام ہو جائیں گے۔ احمدیت کی کشتی خدا کے فضل سے آگے ہی آگے بڑھتی جائے گی چنانچہ واقعی حضور کی پیشگوئی پوری ہوتی رہی ہر فتنہ ناکام ہوا اور احمدیت ترقی ہی کرتی چلی گئی۔ بعض فتنوں کا ذیل میں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

1) 1934ء میں احراریوں نے ملک میں وسیع پیمانے پر فتنہ کھڑا کیا۔ مسلمانوں میں جماعت کے متعلق سخت غلط فہمیاں پھیلا دیں اُس وقت کی انگریزی حکومت کے بعض اعلیٰ افسر بھی اور خود گورنر پنجاب بھی جماعت کے خلاف ہو کر احراریوں کی مدد کرنے لگے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ سارا ملک اب احراریوں کے ساتھ ہے۔ ان لوگوں نے قادیان میں جمع ہو کر جلسے کئے اور احمدیت کو مٹا دینے کا دعویٰ لے کر کھڑے ہوئے۔ عین اس زمانہ میں جبکہ یہ فتنہ زوروں پر تھا۔ حضرت اقدس نے اپنے خطبہ میں خدا تعالیٰ کے اشارہ سے یہ اعلان فرمایا کہ:-

''زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے
اور میں اُن کی شکست کو اُن کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔''

(اخبار فاروق 21 /نومبر 1934)

اس اعلان کے بعد جلد ہی خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ احراری مسلمانوں میں بدنام ہو گئے۔ ان کا جھوٹا ہونا سب پر ظاہر ہو گیا۔ اور اس طرح بجائے احمدیت کو مٹانے کے وہ خود تباہ ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے محبوب بندے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جو کچھ فرمایا تھا وہ پورا ہوا۔

2) 1953ء میں مخالفین نے پاکستان بھر میں نئے سرے سے جماعت پر حملہ کیا۔ اس دفعہ انہوں نے اپنی طرف سے 1934ء سے بھی زیادہ خطرناک حالات پیدا کر دیئے۔ احمدیت کے خلاف جلسے کر کے اور جلوس نکال کر سارے ملک میں گویا احمدیت کے خلاف نفرت کی ایک وسیع آگ بھڑکا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ احمدیوں کو لوگ مارنے پیٹنے لگے۔ ان کے مکانوں کو لوٹنے اور مسجدوں کو آگ لگانے لگے۔ اس وقت پنجاب میں جن لوگوں کی حکومت تھی وہ بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ جگہ جگہ فساد ہونے لگے۔ غرض انتہائی خطرناک حالات احمدیت کیلئے پیدا کر دیئے گئے۔ مگر عین اسی زمانہ میں جبکہ یہ فتنہ انتہائی زوروں پر تھا۔ ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ اعلان فرمایا کہ:-

''احمدیت خدا کی قائم کی ہوئی ہے...... اگر یہ لوگ
جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں لیکن اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ
ہاریں گے۔''

(الفضل 15 /فروری 1953)

چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ یہ فتنہ بھی ناکام ہو گیا۔

خود فتنہ پھیلانے والے ذلیل ہوئے اور ایک دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ واقعی خدا تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں جماعت کی مدد کی اور جو لوگ جماعت احمدیہ کو شکست دینے کا ارادہ رکھتے تھے وہ ہار گئے اور ناکام و نامراد رہے۔

تحریکِ جدید:

حضور نے 1934ء میں احراریوں کے فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک تحریک کا اعلان فرمایا جس کا نام آپ نے تحریک جدید رکھا۔ اس تحریک میں آپ نے 19 مطالبات جماعت کے سامنے رکھے۔ ان مطالبات میں یہ مطالبے بھی شامل تھے:-

1) تبلیغ دین کے لئے نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں۔

2) احمدی ایک خاص چندہ میں حصہ لیں جس کے ذریعہ دین حق کی بیرونی ممالک میں اشاعت کی جائے گی۔ اس چندہ کو چندہ تحریک جدید کہتے ہیں۔

3) تمام احمدی سادہ زندگی اختیار کریں، حَتَّی الْاِمْکان ایک کھانا کھائیں، سادہ لباس پہنیں، کوئی احمدی سینما نہ دیکھے، کوئی احمدی بیکار نہ رہے۔ ان باتوں کی اصل غرض یہ تھی کہ ہم اپنے اخراجات کو کم کر کے زیادہ سے زیادہ رقم جمع کر کے چندہ میں دے سکیں۔

یہ تحریک بہت ہی بابرکت ثابت ہوئی۔ اس کی وجہ سے دنیا کے بہت سے ممالک میں جماعت کے تبلیغی مشن قائم ہوئے۔ ہزاروں لوگوں نے دین حق قبول کیا۔ کئی زبانوں میں قرآنِ کریم کے ترجمے شائع ہوئے۔ جماعت میں قربانی اور اخلاص کی ایک لہر پیدا ہوگئی۔ چنانچہ نوجوان اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کرنے لگے۔ چندہ تحریک جدید نے مستقل شکل اختیار کر لی۔ چنانچہ یہ چندہ جس کا ابتدائی مطالبہ صرف -/23,500 روپے تھا۔ خلافت ثانیہ میں ہی چھتیس لاکھ روپیہ

سالانہ تک پہنچ گیا اور ہر سال جماعت بڑے اخلاص کے ساتھ اس میں حصہ لیتی ہے پوری دنیا میں دین حق کی تعلیم و تربیت کا سب کام اسی تحریک جدید کی برکت سے اور اسی چندہ سے کیا جا رہا ہے۔

خلافت جوبلی:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 1914ء میں خلیفہ بنے تھے۔ 1939ء میں آپ کی کامیاب اور بابرکت خلافت کا 25 برس کا عرصہ پورا ہو گیا۔ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جماعت میں یہ تحریک پیش کی کہ خلافت ثانیہ کے 25 سال پورے ہونے پر جماعت کی طرف سے خوشی اور شکر الٰہی کے اظہار کیلئے 3 لاکھ روپے کی رقم جمع کر کے ایک خاص تقریب میں حضور کی خدمت میں پیش کرے اور درخواست کرے کہ اس حقیر رقم کو حضور جس طرح چاہیں دین کی خدمت میں صرف فرمائیں۔ چنانچہ دسمبر 1939ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر یہ تقریب جو خلافت ثانیہ کی سلور جوبلی کہلاتی ہے منائی گئی اور تین لاکھ روپیہ جماعت نے حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے اعلان فرمایا کہ اس رقم کو مختلف دینی ضروریات پر صرف کیا جائے گا۔

جلسہ سالانہ:

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ بھی اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے۔ جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود نے رکھی۔ سب سے پہلا جلسہ 1891ء میں ہوا۔ جس میں صرف 75 افراد شریک ہوئے۔ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں آخری جلسہ میں جو دسمبر 1907ء میں ہوا دو ہزار سے زائد افراد شامل ہوئے۔ پھر حضرت خلیفہ اول کا زمانہ شروع ہوا۔ آپ کے عہد خلافت کے آخری جلسہ میں جو 1913ء میں ہوا جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد 3 ہزار سے اوپر تھی۔

خلافت ثانیہ میں یہ تعداد سرعت کے ساتھ بڑھتی چلی گئی چنانچہ 1934ء میں اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد 20 ہزار تھی۔ ہجرت سے پہلے قادیان کے آخری جلسہ سالانہ میں جو دسمبر 1946ء میں ہوا 33 ہزار افراد شامل ہوئے خلافت ثانیہ میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد پونے دو لاکھ سے زائد ہو گئی۔ گویا خدا کے فضل سے جماعت ہر سال ترقی کرتی چلی گئی کہاں اُس جلسہ میں صرف 75 آدمی شریک ہوئے اور کہاں یہ تعداد بڑھتی بڑھتی قریباً دو لاکھ تک جا پہنچی۔ الحمدللہ!

قاتلانہ حملہ، بیماری اور سفرِ یورپ:

مارچ 1954ء میں بمقام بیت مبارک ربوہ ایک بدبخت شخص نے حضور پر قاتلانہ حملہ کیا۔ حضور بال بال بچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں آپ کو بچا لیا مگر گردن پر پچھلی طرف گہرا زخم آیا جس کا ایک عرصہ تک علاج ہوتا رہا۔ حملہ آور شخص کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دیا گیا۔ چنانچہ اس پر مقدمہ چلا اور اسے قید کی سزا ہوئی۔

1955ء میں حضور پر اعصابی کمزوری کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے حضور زیادہ بیمار ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو جماعت کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ حضور یورپ جا کر وہاں کے ڈاکٹروں کے مشورہ سے مزید علاج کرائیں۔ چنانچہ 23/مارچ 1955ء کو حضور اپنے اہل و عیال اور دیگر خدام کے ساتھ یورپ کے دوسرے سفر پر روانہ ہوئے۔ باوجود اس کے کہ حضور بیمار تھے۔ پھر بھی حضور سفر کے دوران جہاں بھی تشریف لے گئے وہاں پر دین حق کی تبلیغ و اشاعت کا کوئی موقع نہ چھوڑا۔ لندن میں یورپ کے تمام احمدی مربیان کی ایک کانفرنس حضور کی زیر ہدایت منعقد ہوئی جس میں تعلیم دین حق کے کام کو وسیع کرنے کے لئے تجویزیں پاس کی گئیں۔ اس سفر میں حضور نے کئی احمدیہ مشنوں کا بھی معائنہ فرمایا اور انہیں

ہدایات دیں۔ وہاں کے ڈاکٹروں کے مشورہ اور علاج کے بعد حضور مورخہ 25رستمبر 1955ءکوواپس تشریف لائے۔

تفسیر کبیر، تفسیر صغیر اور انگریزی ترجمۃ القرآن:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ حضور نے قرآن کریم کا ترجمہ اوراس کی تفسیر ایسے رنگ میں بیان فرمائی جوموجودہ زمانہ کے لحاظ سے بہت اعلیٰ اور بے نظیر ہے۔ پھر حضور کی نگرانی میں قرآن کریم کا انگریزی زبان میں بھی ترجمہ مع تفسیر شائع ہوا۔ اُردو میں قرآن مجید کے سادہ اور بامحاورہ ترجمہ مختصر تفسیری نوٹوں کے ساتھ تفسیر صغیر کے نام سے شائع ہو چکا ہےاورقرآن مجید کے بڑے حصہ کی تفصیلی تفسیر 'تفسیر کبیر' کے نام سے کئی جلدوں میں شائع ہوچکی ہے۔

حضور کی تحریرفرمودہ یہ تفسیریں اتنی اعلیٰ ہیں کہ بڑے بڑے اہل علم اورمعزز مسلم اورغیر مسلم اصحاب ان سے ازحد متاثر ہوئے ہیں اورانہوں نے اقرار کیا ہے کہ مذہب کی اورقرآن مجید کی اہمیت کا اور اسلام کی حقیقی خوبیوں کا علم جس طرح ان تفسیروں سے حاصل ہوتا ہےاس طرح اورکسی کتاب سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ بہت سے لوگ حضور کی لکھی ہوئی ان تفسیروں کو ہی پڑھ کر مسلمان اور احمدی ہو گئے۔ ان تفسیروں کو پڑھ کرقرآن مجید کو سمجھنے اوراس کے مضامین کا علم حاصل کرنے کا ایک خاص ذوق اور ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام حضرت المصلح الموعود کے درجات بہت بہت بلند کرے جنہوں نے یہ تفاسیر لکھ کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا۔

وقفِ جدید:

1958ء میں حضور نے ملک کے دیہاتی علاقوں میں لوگوں تک پیغامِ حق

پہنچانے اوران کی تعلیم وتربیت کرنے کیلئے ایک تحریک فرمائی جس کا نام وقف جدید ہے۔اس تحریک کے ماتحت حضور نے کم تعلیم یافتہ احمدی نوجوانوں کوتحریک فرمائی کہ وہ دیہات میں رہ کرلوگوں کوتبلیغ کرنے اوران کی تعلیم وتربیت کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ چنانچہ بہت سے نوجوانوں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ یہ تحریک اب خدا فضل سے بہت کامیابی کے ساتھ چل رہی اوراس کے ذریعہ سے جماعت ملک کے وسیع دیہاتی علاقہ میں نہایت مفید کام کررہی ہے۔

وقف جدید کی تحریک حضور کی آخری تحریک ہے جوحضور نے جماعت کے سامنے پیش فرمائی۔اس کے بعد حضور بیمار ہو گئے۔جس کی وجہ سے پہلے کی طرح جماعت کی پوری راہنمائی نہ فرما سکے۔

ہجری شمسی کیلنڈر:

ہمارے ہاں عام طور پر عیسوی کیلنڈر رائج ہے جس کی بنیاد شمسی حساب پر ہے اور وہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔اس کے مُقابل پر مسلمانوں کے ہجری سن میں قمری (چاند کے) مہینے استعمال ہوتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی زیرنگرانی 1940ء میں ہجری شمسی کیلنڈر رائج کیا گیا جو کہ حضور کا ایک خاص کارنامہ ہے۔اس میں کیلنڈر کی بنیاد شمسی حساب پر رکھی گئی ہے مگراس کی ابتداء حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی بجائے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہجرت سے کی گئی۔اس لحاظ سے 1979ء میں 1358ء ہجری شمسی ہے۔یعنی شمسی لحاظ سے رسول کریم ﷺ کی ہجرت کو 1358 سال گزر چکے ہیں۔

اس کیلنڈر کے بارہ مہینوں کے نام تاریخِ اسلام کے خاص خاص واقعات کی بنا پر مندرجہ ذیل رکھے گئے ہیں۔ یہ مہینے سن عیسوی کے مہینوں کے ساتھ ہی شروع اور

ساتھ ہی ختم ہوتے ہیں:-

(1) صلح (2) تبلیغ (3) امان (4) شہادت
(5) ہجرت (6) احسان (7) وفا (8) ظہور
(9) اخاء (10) تبوک (11) نبوت (12) فتح

جماعت کے نام وصیّت:

پہلے 1947ء میں ہجرت کے موقع پر اور پھر 1958ء میں اپنی بڑھتی ہوئی بیماری کو مدنظر رکھ کر حضور نے وصیت کے رنگ میں جماعت کے نام کئی پیغام تحریر فرمائے جنہیں پڑھنا اور یاد رکھنا بہت ضروری ہے۔ صرف ایک پیغام کا ایک حصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جو حضور نے اگست 1947ء میں ہجرت کے موقع پر تحریر فرمایا تھا۔ بچوں کو چاہئے کہ اسے بار بار پڑھیں۔ اسے یاد رکھیں اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔ حضور نے فرمایا:-

''اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کے قدم کو ڈگمگانے سے محفوظ رکھے۔ سلسلہ کا جھنڈا نیچا نہ ہو۔ اسلام کی آواز پست نہ ہو۔ خدا کا نام ماند نہ پڑے۔ قرآن سیکھو اور حدیث سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ اور خود عمل کرو اور دوسروں سے عمل کراؤ زندگیاں وقف کرنے والے ہمیشہ تم میں ہوتے رہیں...... خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔ صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حُسن اور تقویٰ تمہارا لباس ہو۔ خدا تمہارا ہو اور تم اس کے ہو۔ آمین!''

(الفضل 11/نومبر 1965ء)

آخری بیماری اور وفات:

سفر یورپ سے آنے کے بعد گو حضور کو ایک حد تک آرام محسوس ہوتا تھا اور حضور نے نمازیں پڑھانی، خطبات دینے اور خلافت کے دیگر ضروری کام بھی سرانجام دینے شروع کر دیئے تھے مگر اصل بیماری ابھی موجود تھی۔ اسی حالت میں حضور نے تفسیر صغیر جیسا اہم کام شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زیادہ کام کرنے کی وجہ سے حضور پھر زیادہ بیمار ہو گئے۔ 1958ء میں بیماری کا دوبارہ حملہ ہوا۔ ہر ممکن علاج ہوتا رہا۔ ملک کے قابل ترین ڈاکٹروں کے علاوہ بیرونی ملکوں کے ڈاکٹروں کو بھی دکھایا گیا اور ان سے مشورے کئے جاتے رہے مگر بیماری بڑھتی ہی چلی گئی اور حضور کمزور ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ آخر وہ وقت بھی آ گیا جس کا تصور بھی کوئی احمدی نہیں کرنا چاہتا تھا یعنی مورخہ 8رنومبر 1965ء کی درمیانی رات کو 2 بج کر 20 منٹ پر قریباً 77 سال کی عمر میں حضور ہمیں داغِ جدائی دے کر اپنے مولائے کریم کے پاس جا پہنچے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ط

حضور کی وفات پر احمدیوں کی جو حالت ہوئی اس کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا لیکن سچا مومن ہر حالت میں خدا کی رضا پر راضی رہتا ہے۔ جب خدا کی یہ سنت ہے کہ جو شخص بھی اس دنیا میں آتا ہے آخر وہ یہاں سے رخصت ہو جاتا ہے۔ تو حضور نے بھی آخر اس دنیا سے رخصت ہونا ہی تھا سو آخر وہ وقت آ گیا اور حضور ہم سے رخصت ہو گئے اگلے دن مورخہ 9رنومبر کو ساڑھے 4 بجے سہ پہر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں پاکستان کے ہر حصہ سے آئے ہوئے قریباً 50 ہزار احمدی شامل ہوئے جو کہ اپنے پیارے آقا کی وفات کی خبر سنتے ہی دیوانہ وار اپنے مرکز میں پہنچ گئے تھے۔ نمازِ جنازہ سے پہلے سب احباب نے اپنے پیارے امام کا آخری دیدار کیا۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کو مقبرہ بہشتی ربوہ میں حضرت اماں جان کے مزار

کے پہلو میں اماناً دفن کر دیا گیا۔

اولاد:

حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ:-

''تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذُرّیت کو بہت
بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔''

اس الہام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی نسل کو واقعی بہت بڑھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ذریعہ تو یہ الہام خاص طور پر پورا ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو 13 بیٹے اور 9 بیٹیاں عطا فرمائیں اور پھر یہ اولاد دِین کی خاص خدمت کرنے والی ثابت ہوئی۔ آپ کے دو صاحبزادے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد اور حضرت مرزا طاہر احمد جماعت کے تیسرے اور چوتھے خلیفہ ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

چند متفرق امور

بزرگانِ سلسلہ:

خلافت ثانیہ کے عہد میں جو کہ 51 برس تک جاری رہا سلسلہ احمدیہ کے کئی نامی گرامی عالموں اور بزرگوں کو سلسلہ کی خاص خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ تاریخ سلسلہ سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ان بزرگوں کے حالات کا بھی کسی قدر علم ہونا ضروری ہے اس لئے ذیل میں چند ایک بزرگوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب سے راضی ہو۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے:

حضرت مسیح موعود کے صاحبزادے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے چھوٹے

بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامات میں انہیں ''قمرالانبیاء'' کا خطاب دیا۔ آپ نہایت اعلیٰ پایہ کے مصنف اور مضمون نگار تھے۔ سیرت خاتم النبیینؐ، سیرۃ المہدی، سلسلہ احمدیہ، تبلیغ ہدایت اور ہمارا خدا آپ کی بہت مشہور اور اعلیٰ درجہ کی کتابیں ہیں۔ تنظیمی کاموں اور پیچیدہ اور مشکل معاملات کو حل کرنے کی بھی خاص قابلیت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی کے عمر بھر خاص رفیق اور ساتھی رہے۔ جماعت کے کاموں کے لئے زندگی وقف کر رکھی تھی۔ جماعت کے تمام افراد سے بہت ہی محبت اور ہمدردی رکھتے تھے۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب:

حضرت مسیح موعود کے صاحبزادے اور حضرت خلیفہ ثانی کے سب سے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کے ماتحت پیدا ہوئے۔ طبیعت میں نیکی اور فیاضی بہت تھی۔ عمر بھر سلسلہ کی خدمت کرتے رہے۔ آپ کی تاریخ وفات 26/دسمبر 1961ء ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب:

حضرت مسیح موعود کے ان صحابہ میں سے تھے جن سے حضور کو خاص محبت تھی۔ اخبار ''بدر'' کے ایڈیٹر رہے۔ عیسائیوں میں تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ خلافت ثانیہ میں انگلستان اور امریکہ میں تبلیغ دین حق کرنے کی خاص توفیق ملی۔ مورخہ 13/جنوری 1957ء کو ربوہ میں فوت ہوئے۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب:

بہت نیک، بے نفس اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ اعلیٰ درجہ کے مضمون نگار تھے۔ تفسیر القرآن انگریزی تیار کرنے میں سب سے زیادہ انہی کا حصہ تھا۔ جب

حضور باہر تشریف لے جاتے تو اکثر آپ کو قائمقام امیر مقرر فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے الہام میں آپ کو فرشتہ قرار دیا اور واقعی آپ کی زندگی فرشتوں جیسی تھی۔ آپ نے 1947ء میں بمقام لاہور وفات پائی۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب:

حضرت اماں جان کے بھائی اور حضرت خلیفہ ثانی کے ماموں اور حضرت اُمّ متین مریم صدیقہ صاحبہ کے والد تھے۔ بہت نیک، بے نفس اور روحانیت کے رنگ میں رنگین بزرگ تھے۔ اعلیٰ درجہ کے شاعر اور مضمون نگار تھے۔ آپ کی نظمیں جماعت میں بہت مقبول ہیں۔ 1947ء میں قادیان میں انتقال فرمایا۔

حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب:

حضرت اماں جان کے بھائی اور حضرت المصلح الموعود کے چھوٹے ماموں تھے۔ بہت بڑے عالم اور اعلیٰ پایہ کے مقرّر اور مناظر تھے۔ جماعت کے غریبوں اور یتیموں کا خاص طور پر بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ کا درس الحدیث بہت مؤثر اور مقبول ہوتا تھا۔ انتظامی قابلیت بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ سالہا سال تک افسر جلسہ سالانہ اور افسر لنگر خانہ حضرت مسیح موعود کے فرائض بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دیئے۔ 1944ء میں انتقال فرمایا۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب:

سلسلہ عالیہ کے چوٹی کے علماء میں سے تھے۔ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے اور حضرت خلیفہ ثانی کے استاد ہونے کا بھی فخر حاصل تھا۔ جب حضور تشریف نہ لا سکتے تو بیت مبارک میں آپ ہی نماز پڑھایا کرتے تھے۔

حضرت حافظ روشن علی صاحب:

جماعت کے اعلیٰ درجہ کے عالم تھے۔قرآن مجید بڑی خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔محترم مولانا شمس صاحب اور محترم مولانا ابوالعطا صاحب کے استاد تھے۔ 1924ء کے سفر یورپ میں حضور کے ہمراہ تھے۔1929ء میں وفات پائی۔

حضرت مولانا عبدالرّحیم صاحب نیّر

حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے۔خلافت ثانیہ کے زمانہ میں سب سے پہلے مغربی افریقہ میں جا کر تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا اور وہاں پر ہزاروں افراد آپ کے ہاتھ پر احمدی ہوئے۔تقریر ایسے رنگ میں کرتے تھے جو بہت اثر کرنے والی ہوتی تھی۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی:

سلسلہ کے بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے۔اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق تھا۔ آپ کی دعائیں بہت مقبول تھیں اور الہامات یا کشوف کے ذریعہ دعاؤں کی قبولیت سے بھی اطلاع ہو جاتی تھی۔تبلیغی میدان میں بہت کام کیا۔آپ کی کتاب ''حیاتِ قدسی'' پڑھنے کے لائق ہے اگر موقع ملے تو ضرور پڑھو۔ان کی تاریخ وفات 15/دسمبر 1963ء ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس:

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس جماعت احمدیہ کے ایک بہت بڑے عالم اور کامیاب مبلغ تھے۔ایک عرصہ تک عرب ممالک میں اور پھر انگلستان میں کامیابی کے ساتھ تبلیغ کا کام کرتے رہے۔واپس آکر جماعت کے مختلف اہم کام آپ کے سپرد رہے۔حضرت خلیفہ ثانی کی آخری بیماری کے ایام میں آپ ہی حضور کے حکم پر نمازیں پڑھاتے اور خطبات دیتے تھے۔آپ کی خدمات کی بنا پر حضور نے

ایک موقع پر آپ کو بھی ''خالد احمدیت'' قرار دیا۔ آپ نے 13/اکتوبر 1966ء کو وفات پائی۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے طبّی خادم اور مشیر تھے۔ عمر بھر بڑے اخلاص کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ سفر ہو یا حضر، دن ہو یا رات، ہر وقت حضور کے قدموں میں رہ کر حضور کی اور خاندان حضرت مسیح موعود کی خدمت کے لئے مستعد رہتے۔ قرآن کریم سے دلی لگاؤ تھا۔ یورپ کے دونوں سفروں میں حضور کے ہمراہ جانے کا شرف حاصل ہوا۔ تقویٰ اور روحانیت کا ایک خاص رنگ رکھتے تھے۔ آپ نے 13/اپریل 1967ء کو وفات پائی۔

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل:

جماعت احمدیہ کے بہت بڑے عالم، مشہور مناظر، نامور صحافی اور اعلیٰ درجہ کے مقررّ تھے۔ طبیعت بہت شگفتہ پائی تھی۔ دعاؤں اور عبادات میں گہرا شغف رکھتے تھے۔ بیرون ملک اور اندرون ملک شاندار تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔ متعدد قیمتی کتابوں کے مصنف تھے جماعت کے اخبارات میں بکثرت مضامین لکھتے۔

آپ کا انداز عالمانہ، مدلل اور پرجوش تھا۔ مخالفین کو تحریر و تقریر ہر میدان میں دندان شکن جواب دیتے۔ حضرت مصلح موعود نے آپ کو ''خالدِ احمدیت'' کا خطاب عطا فرمایا تھا آپ کے بیٹے محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب بیت الفضل لندن کے امام ہیں۔ آپ نے ساری عمر جماعتی خدمات میں سرانجام دیں۔ آپ نے 30/مئی 1977ء کو وفات پائی۔

بحیثیت ناظر خدمات بجالانے والے بزرگوں کے نام:

اِن کے علاوہ مختلف شعبوں میں بحیثیت ناظر خدمات بجا لانے والے احبابِ کرام کے نام درج ذیل ہیں۔

1. حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال (ایم اے)
2. حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب
3. حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد (ایم اے)
4. حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب
5. حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب

تصانیف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی:

1. تفسیر کبیر
2. تفسیر صغیر
3. دعوۃ الامیر
4. تحفۃ الملوک
5. حقیقۃ النبوۃ
6. سیرِ روحانی
7. انقلابِ حقیقی
8. فضائل القرآن
9. پیغام احمدیت
10. کلامِ محمود
11. احمدیت یعنی حقیقی............
12. ہندوستان کے سیاسی مسائل کا حل
13. ہستی باری تعالیٰ
14. ملائکۃ اللہ
15. Introduction to the study of Holy Quraan
16. Invitation to Ahmadiyyat

باب چہارم

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا عہدِ خلافت

انتخابِ خلافت ثالثہ:

انتخابِ خلافت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی زندگی میں ہی مجلسِ مشاورت میں جماعت کے نمائندوں کے مشورہ سے ایک مجلسِ انتخابِ خلافت قائم فرمادی تھی اوراس کے قواعد بنا دیئے تھے۔ چنانچہ حضور کی وفات پر مورخہ 8/نومبر 1965ء کو ساڑھے سات بجے شب بعد نمازِ عشاء مسجد مبارک ربوہ میں اس مجلس انتخابِ خلافت کا اجلاس زیرِ صدارت حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ منعقد ہوا۔ پہلے سب ممبروں نے قاعدے کے مطابق خلافت سے وابستگی کا حلف اُٹھایا۔ اس کے بعد حضرت خلیفہ ثانی کے بڑے صاحبزادے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الثالث منتخب کیا۔ اور پھر سب ممبروں نے اسی وقت آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس کے بعد آپ نے مختصر خطاب فرمایا اور پھر اس وقت جتنے احباب باہر موجود تھے (اندازاً پانچ ہزار) ان سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اوراس طرح جماعت احمد یہ پھر ایک ہاتھ پر جمع ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے مختصر حالاتِ زندگی:

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث مورخہ 16/نومبر

1909ءکو پیدا ہوئے۔بچپن سے آپ حضرت اماں جان کی خاص تربیت میں رہے۔ 17/اپریل 1922ءکو جبکہ آپ کی عمر صرف تیرہ برس کی تھی آپ نے قرآنِ مجید مکمل طور پر حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد آپ کچھ عرصہ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب سے عربی اور اُردو کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ دینی علم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ جولائی 1929ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے امتحان مولوی فاضل پاس کیا۔اس کے بعد آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے 1934ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔اگست 1934ءکو حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے ساتھ آپ کی شادی ہوئی۔6/ستمبر 1934ءکو آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایت کے مطابق انگلستان تشریف لے گئے۔اس موقع پر حضور نے آپ کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا:-

''میں تم کو انگلستان ....اس لئے بھجوا رہا ہوں
کہ مغرب کے نقطۂ نظر کو سمجھو............تمہارا کام یہ ہے کہ تم
(دین حق) کی خدمت کے لئے اور دجّالی فتنہ کی پامالی کے لئے
سامان جمع کرو۔''

انگلستان کے قیام کے دوران آپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور اشاعتِ دین حق میں مصروف رہے۔لنڈن میں آپ نے ایک رسالہ بھی ''الاسلام'' کے نام سے جاری فرمایا۔آپ نومبر 1938ءکو کامیابی کے ساتھ واپس تشریف لائے۔

یورپ سے واپس تشریف لا کر پہلے آپ جامعہ احمدیہ کے پروفیسر رہے اور

پھر 1939ء میں آپ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔فروری 1939ء سے لے کر اکتوبر 1949ء تک آپ مجلس خدام الاحمدیہ کے صدر رہے اور پھر نومبر 1954ء تک آپ اس کے نائب صدر رہے کیونکہ صدارت کے عہدے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خود فائز تھے۔آپ کے عہد میں خدام الاحمدیہ نے نمایاں اور شاندار ترقی کی۔ مئی 1944ء سے لے کر نومبر 1965ء تک (تا خلافت) آپ تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل رہے۔16رنومبر 1947ء کو آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے۔ 1953ء کے فسادات کے دوران جب مارشل لاء نافذ ہوا تو آپ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ 28رمئی 1953ء کو آپ رہا ہوئے۔1954ء میں آپ کو مجلس انصاراللہ کا صدر بنا دیا گیا۔آپ کے ذریعہ سے اس تنظیم کو ایک نئی زندگی حاصل ہوگئی۔مئی 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ کا صدر مقرر فرمایا۔چنانچہ انتخابِ خلافت تک آپ اس حیثیت سے بھی جماعت کا نہایت اہم کام سرانجام دیتے رہے۔

8رنومبر 1965ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات پر آپ خلافت ثالثہ کے عہدے پر فائز ہوئے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی وہ بشارت پوری ہوئی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اللہ تعالیٰ نے دی تھی۔حضور نے 26رستمبر 1909ء کو یہ تحریر فرمایا تھا کہ:-

> ''مجھے بھی خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ میں تجھے ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا۔اور اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہوگا۔'' (تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ 320)

پیارے بچو! خلافت ثالثہ کا ظہور بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت کامیاب اور مبارک رہا۔آپ کے دورِ خلافت کی پیشگوئی بھی آج سے ہزاروں سال

قبل سے چلی آتی ہے۔ چنانچہ اسرائیل کی مشہور حدیث طالمود میں آج سے ہزاروں سال قبل یہ بتایا گیا تھا کہ جب مسیح فوت ہو جائے گا تو اس کی بادشاہت پہلے اس کے بیٹے اور پھر اُس کے پوتے کو ملے گی۔ چنانچہ خلافت ثالثہ کے ذریعہ یہ پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوگئی۔

بابرکت تحریکیں اور اہم واقعات:

خلافت ثالثہ کا بابرکت عہد سترہ سال تک رہا۔ اس سترہ سالہ دور میں بھی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے کئی نشان ہم دیکھ چکے ہیں جو اس خلافت میں جاری ہونے والی بابرکت تحریکوں کے ذریعہ ظاہر ہوئے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات پر جماعت کے تمام افراد جس طرح خلافت ثالثہ کے ذریعے ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے وہ احمدیت کی صداقت اور خلافت احمدیہ کی سچائی کا ایک نشان ہے۔

فضل عمر فاؤنڈیشن:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے عہد خلافت میں جماعت کے سامنے جو تحریکیں فرمائیں وہ غیر معمولی طور پر کامیاب ہوئیں اور جماعت کی ترقی کا باعث ہوئیں۔ مثلاً آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی یاد میں فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک فرمائی۔ یہ تحریک بہت کامیاب رہی۔ جماعت نے تھوڑے سے عرصہ میں ہی دیگر جماعتی چندوں کے علاوہ 34 لاکھ روپیہ اس فنڈ میں پیش کر دیا۔ یاد رہے کہ یہ فنڈ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے جاری کردہ کاموں کو ترقی دینے کیلئے قائم کیا گیا تھا۔

تعلیم قرآنِ مجید:

حضور نے قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے لئے جو تحریک فرمائی وہ بھی

بہت کامیاب رہی۔ ہزاروں احمدی اپنے خرچ پر وقف عارضی کی تحریک میں حصہ لے کر لوگوں کو قرآن کریم کی تلقین کر رہے ہیں۔اس تحریک کا نتیجہ یہ ہے کہ جماعت کی دینی تعلیم کا اور اس کی تربیت کا انتظام ہو رہا ہے اور وہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی ہے۔

وقف جدید میں احمدی بچوں کی شمولیت:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے وقف جدید کے چندہ کو مضبوط کرنے کا کام احمدی بچوں اور بچیوں کے سپرد فرمایا۔حضور نے یہ خواہش اور تحریک فرمائی کہ احمدی بچے کم از کم پچاس ہزار روپیہ اس تحریک میں جمع کریں۔ چنانچہ احمدی بچے بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ یہ چندہ جمع کر رہے ہیں۔

تحریک وقف جدید کے مختصر حالات تم پہلے پڑھ چکے ہو۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد خلافت کی آخری تحریک ہے۔اس کے ذریعہ ملک کے دیہاتی حصہ میں لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔اور احمدیت کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کر کے انہیں تمام دینی احکام پر عمل کرنے اور سچا احمدی بننے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔اس تحریک کو بچوں کے سامنے پیش کر کے خلیفۂ وقت نے بچوں کے لئے بھی یہ موقع پیدا کر دیا ہے کہ وہ ایک بہت اہم جماعتی کام کو کامیاب بنا کر ثواب حاصل کریں۔ہمیں امید ہے تمام احمدی بچے مستقل طور پر اس تحریک میں حصہ لیں گے اور ہر سال پہلے سے بڑھ کر اسے کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے۔

حضرت مسیح موعود کا ایک الہام پورا ہوا:

حضرت مسیح موعود کا ایک مشہور الہام ہے کہ:-

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

یہ الہام پہلی بار خلافت ثالثہ کے دور میں پورا ہوا۔ چنانچہ افریقہ کے ملک گیمبیا میں اللہ تعالیٰ نے وہاں کے ایک احمدی مسٹر سنگھیٹے کو وہاں کا گورنر جنرل بنا دیا۔ گورنر جنرل ملک کا سب سے بڑا حاکم ہوتا ہے۔ مسٹر سنگھیٹے پہلے وہاں کی جماعت احمدیہ کے پریذیڈنٹ تھے۔ جب آپ گورنر جنرل بنے تو آپ نے کئی دن تک دعائیں کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں درخواست کی کہ حضرت مسیح موعود کے کپڑوں سے میں برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود کا کوئی کپڑا تبرک کے طور پر مجھے عنایت فرمائیں۔ چنانچہ حضور نے ربوہ سے وہ کپڑا انہیں بھجوا دیا جسے پا کر وہ بہت خوش ہوئے۔ اس طرح خلافت ثالثہ میں پہلی بار حضرت مسیح موعود کا یہ الہام پورا ہو گیا کہ:-

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

کوئی فرد بھوکا نہ رہے:

حضور نے یہ بھی تحریک فرمائی ہے کہ ہر جگہ اور ہر مقام پر ایسا انتظام کیا جائے کہ جماعت کا کوئی فرد کبھی بھوکا نہ رہے اور جماعت کے تمام افراد ہر قسم کی غیر اسلامی رسموں سے بچیں۔ حضور کی یہ تحریک بھی جماعت میں کامیاب ہو رہی ہے۔ الحمدللہ!

سفر یورپ اور کوپن ہیگن میں بیت کا افتتاح:

حضور نے 1967ء میں یورپ کا جو سفر اختیار فرمایا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پہلے سے دی گئی بشارت کے مطابق بہت ہی اہم اور بابرکت ثابت ہوا۔ اس سفر کے دوران اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے نظارے ہمیں نظر آئے۔ حضور

6/جولائی 1967ء کو اس سفر کے لئے ربوہ سے روانہ ہوئے اور 24/اگست 1967ء کو واپس ربوہ تشریف لائے۔ اس سفر میں حضور مغربی جرمنی، سوئیٹزرلینڈ، ہالینڈ، ڈنمارک اور انگلستان میں تشریف لے گئے۔ ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں حضور نے اس ملک کی پہلی بیت الذکر کا افتتاح فرمایا جو کہ احمدی عورتوں کے چندہ سے تعمیر ہوئی ہے۔ ہر جگہ حضور نے پریس کانفرنسوں اور تقریروں کے ذریعہ سے اہل یورپ تک دین حق کا پیغام احسن طریق سے پہنچایا۔ اور انہیں تنبیہ فرمائی کہ ہلاکت اور تباہی سے بچنے کا اب صرف یہی طریق ہے کہ وہ دین حق قبول کرلیں اور اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کریں۔ حضور کی آواز اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ کروڑوں لوگوں تک پہنچ گئی اور وہ اس سے بہت متاثر ہوئے۔ ان کی دین حق کے متعلق غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ ہمیں امید ہے (اور اس کے آثار بھی ظاہر ہو رہے ہیں) کہ اس مبارک سفر کے نتیجہ میں انشاءاللہ تعالیٰ یورپ میں دین حق تیزی کے ساتھ ترقی کرنے لگے گا۔

مغربی افریقہ کا سفر:

4/اپریل 1970ء کو حضور نے مغربی افریقہ کا سفر اختیار کیا۔ مغربی افریقہ کے قریباً تمام ممالک میں کثرت کے ساتھ احمدی جماعتیں موجود ہیں۔ حضور کے اس سفر سے ان کی برسوں کی آرزو اور تمنا پوری ہوئی اور وہ حضور کی زیارت کے شرف سے مشرف ہوئیں۔ جس جگہ بھی حضور تشریف لے گئے افریقن احمدی مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے دور دراز کی مسافت طے کر کے حضور کی زیارت کے لئے جوق در جوق جمع ہوئے اور انہوں نے اپنی مخصوص روایات کے ساتھ دینی نظمیں پڑھ کر اور پرجوش نعرے لگا کر والہانہ رنگ میں حضور کا خیر مقدم کیا۔ اور حضور کے ارشادات سن کر اپنے ایمانوں کو تازہ کیا۔

اس سفر میں احمدی احباب کے علاوہ افریقہ کے مختلف ممالک کے چوٹی کے سربرآوردہ لوگوں نے بھی حضور سے ملاقاتیں کیں اور استقبالیہ تقریروں میں شامل ہوئے اورانہوں نے جماعت احمدیہ کی عظیم الشان تبلیغی اور تعلیمی خدمات کا اعتراف کیا۔اخبارات، ریڈیواورٹیلیویژن پربھی برابرحضورکےاس تاریخی دورہ کی تفاصیل آتی رہیں۔غرض حضور کا یہ تاریخی سفر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔اوراس سفرکے ذریعہ افریقہ میں تعلیم دین حق کے نئے دورکا آغاز ہوا ہے جس کے لئے حضور نے ''نصرت جہاں آگے بڑھواسکیم'' جاری فرمائی۔اس اسکیم کے ماتحت اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق حضور نے کم ازکم ایک لاکھ پونڈ جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔ یہ تحریک بھی کامیاب رہی۔ اس کے ماتحت احمدی ڈاکٹر اور استاد افریقہ میں ڈسپنسریاں، ہسپتال اوراسکول قائم کرکے اہل افریقہ کی بےلوث خدمت کررہے ہیں۔

1974ء میں جماعت کی مخالفت:

1974ء میں پاکستان بھر میں جماعت کے خلاف فسادات اور ہنگامے شروع ہوگئے۔مکانات لوٹے اورجلائے گئے۔بائیکاٹ کیا گیا۔ملازمتوں سے نکالا گیا اورکئی احمدیوں کوشہید کردیا گیا۔مگر ہرطرح کے ظلم وستم کے باوجود (جن کی جماعت کی گزشتہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔) جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس آزمائش اورامتحان میں بھی کامیاب رہی اوراپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی راہنمائی میں سلامتی کے ساتھ اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔الحمدللہ!

منصوبہ صدسالہ جوبلی:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1973ء کے جلسہ سالانہ پرایک عظیم الشان

منصوبہ صد سالہ جوبلی کے نام سے جماعت کے سامنے رکھا۔حضور نے فرمایا:-

''جب جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی گزرے گی اور دوسری صدی شروع ہوگی تو وہ خدائی بشارتوں کے ماتحت انشاء اللہ تعالیٰ غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی۔غلبۂ اسلام کی صدی کیلئے ضروری ہے کہ اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے ہم پورے عزم و ہمت کے ساتھ قرآنی انوار کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچانے کیلئے انتہائی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں۔''

اس منصوبہ کے ماتحت دنیا بھر میں تبلیغ دین حق اور اشاعت قرآن کے لئے حضور نے ایک فنڈ قائم کیا جس کا نام ''صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ'' ہے حضور نے اس فنڈ کے لئے جماعت کو اڑھائی کروڑ روپیہ جمع کرنے کی تحریک فرمائی ہے۔خدا کے فضل سے اس کے لئے جو وعدے جماعت نے کئے وہ مطلوبہ رقم سے چار گنا سے بھی زائد ہوگئے اور جماعت کے احباب نے بشاشت اور شوق کے ساتھ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔

اس منصوبہ کی کامیابی کے لئے حضور نے دعاؤں اور عبادات کا ایک روحانی پروگرام بھی جماعت کے سامنے رکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

(i ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔

(ii دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں۔

(iii کم از کم سات بار روزانہ سورۃ فاتحہ کی دعا غور کے ساتھ پڑھی جائے۔

(iv درود شریف، تسبیح و تحمید اور استغفار کا وِرد تینتیس تینتیس بار کیا جائے۔

(v یہ دعائیں روزانہ کم از کم 11 بار پڑھی جائیں۔

(ا) رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكَافِرِيۡنَ ط

(ب) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِيۡ نُحُوۡرِهِمۡ وَ نَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِهِمۡ ط

لندن میں بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے مبارک عہد خلافت کا اور احمدیت کی تاریخ کا ایک نہایت اہم واقعہ یہ ہے کہ 2/تا4/جون 1978ء کولندن میں جو کہ گویا صلیبی مذہب (عیسائیت) کا مرکز ہے۔ جماعت احمدیہ کے انتظام کے ماتحت ایک بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس منعقد ہوئی۔جس میں دنیا بھر سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے علماء شامل ہوئے اور انہوں نے اپنے اپنے تحقیقی اور علمی مضامین اس میں پڑھ کر سنائے جن میں یہ ثابت کی گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ غلط ہے اور حضرت مسیح موعود نے ان کی وفات کا جونظریہ پیش کیا ہے وہ ہر لحاظ سے صحیح اور درست ثابت ہوا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس کانفرنس میں شامل ہوئے جو کہ پاکستان، ہندوستان، افریقہ، امریکہ، یورپ اور ایشیا کے دیگر مختلف ملکوں سے آئے تھے۔اس کانفرنس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بھی تشریف لے جا کر شرکت فرمائی۔حضور نے اس موقعہ پر ایک اہم خطاب فرمایا جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کے اس عقیدہ کا غلط ہونا ثابت کیا کہ وہ خدا تھے اور اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ گویا حضور نے عیسائیوں کے گڑھ میں جا کر انہیں اسلام کی تبلیغ فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اکرم ﷺ کی رسالت اور آپؐ کی بلند شان کا اظہار فرمایا۔ یورپ اور انگلستان کے ہزاروں

باشندوں نے حضور کا یہ خطاب سنا اور اس سے بہت متاثر ہوئے۔ دنیا بھر کے اخباروں، رسالوں، ریڈیو اور ٹیلیویژن نے اس کانفرنس کی تفصیلی خبریں اپنے اپنے ملکوں میں سنائیں اور دکھائیں۔ عیسائی مذہب کے لیڈروں نے جب دیکھا کہ یہ کانفرنس بڑی کامیاب ہو رہی ہے تو وہ بہت گھبرائے۔ اس کا اثر زائل کرنے کے لئے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو تبادلۂ خیال کی دعوت دی لیکن جب حضور نے اسے منظور کرنے کا اعلان کیا تو مختلف بہانے بنا کر ٹال گئے۔ اور گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ اس طرح اپنے عمل سے عیسائیت کی شکست اور اسلام کی فتح کا اعتراف کر لیا۔ الحمدللہ!

محترم ڈاکٹر عبدالسلام کا اعزاز:

حضرت مسیح موعود نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ:-

''میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔''

(تجلیات الٰہیہ)

حضور کی یہ پیشگوئی مختلف رنگوں میں بار بار پوری ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ پوری ہوتی رہے گی۔

خلافت ثالثہ کے مبارک دور میں اس کا ایک عظیم الشان ظہور اس طرح ہوا کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کے ایک نامور اور مخلص فرزند محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو (جو کہ عالمی شہرت رکھنے والے مشہور سائنسدان ہیں) دنیا کا سب سے بڑا اعزاز حاصل ہوا یعنی فزکس کے شعبہ میں ''نوبل پرائز'' ملا ہے۔ آپ دنیا

بھر کے وہ پہلے احمدی اور پہلے پاکستانی ہیں جنہیں یہ اعلیٰ انعام حاصل ہوا ہے۔صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اس موقعہ پر آپ کو مبارکباد کا جو پیغام بھیجا اس میں انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ نوبل پرائز حاصل کر کے یقیناً پاکستان کی عزت وعظمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

جب ڈاکٹر سلام صاحب کو لندن میں اس خوشخبری کی اطلاع ملی تو آپ نے فوراً احمدیہ بیت الذکر لندن میں جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے نفل ادا کئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس موقع پر مبارکباد کا جو پیغام ارسال فرمایا اس میں حضور نے فرمایا کہ ہمارے لئے یہ بات بہت فخر کا موجب ہے کہ وہ پہلا ....اور پاکستانی سائنسدان جسے نوبل پرائز ملا ہے۔وہ خدا کے فضل سے احمدی ہے۔حضور نے یہ دعا فرمائی کہ:-

"اللہ تعالیٰ مستقبل میں آپ کو اس سے بھی زیادہ بڑے اعزاز عطا فرمائے اور اس کی تائید ونصرت ہمیشہ آپ کو حاصل رہے۔" آمین

ہر احمدی بچے کا یہ عزم اور ارادہ ہونا چاہئے کہ اس نے بھی بڑے ہو کر اسی طرح علم کے مختلف میدانوں میں ترقی کرنی ہے اور انتہائی کمال تک پہنچ کر اپنے وطن اور اپنی جماعت کی عزت میں اضافہ کرنا ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور کا عقد ثانی:

3/دسمبر 1981ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی حرم حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ (بنت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ) مختصر سی علالت کے بعد رحلت فرما گئیں۔**اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** ط اپنی خوبیوں اور دل موہ لینے والی

شخصیت کے ساتھ وہ ایک بہترین رفیقۂ حیات تھیں قدرتی طور پر حضور نے بے حد صدمہ محسوس فرمایا۔ تاہم اپنے فرائض کی بجا آوری میں دل جمعی اور خاص طور پر خواتین میں اصلاحی مہمات کے تسلسل کے لئے آپ نے عقد ثانی کا ارادہ فرمایا۔ اس سلسلے میں آپ نے چالیس روز تک دعائیں کیں اور جماعت کے بعض بزرگ اصحاب سے بھی سات روز تک استخارہ کرنے کے لئے فرمایا۔ آخر ان دعاؤں کے نتیجہ میں جب آپ کو اچھی طرح اطمینان ہو گیا تو 11/اپریل 1982ء کو آپ کی شادی حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ صاحبہ بنت محترم عبدالمجید خان صاحب آف ویرووال کے ساتھ انتہائی سادگی کے ساتھ عمل میں آئی۔

حضور کی وفات:

ماہِ جون 1982ء کے ابتدائی ایام میں جبکہ حضور اسلام آباد میں مقیم تھے حضور کو اچانک دل کے عارضہ کا شدید حملہ ہوا ہر ممکن علاج کیا گیا لیکن خدا کی مشیت غالب آئی اور حضور 9/جون 1982ء کو 73 برس کی عمر میں اسلام آباد، پاکستان میں انتقال فرما کر محبوب حقیقی سے جا ملے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**ط

آپ کا جنازہ اسلام آباد سے ربوہ لایا گیا جہاں پر 10/جون 1982ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جس میں پاکستان اور بیرون ملک سے آئے ہوئے ہزارہا احباب شامل ہوئے۔ نمازِ جنازہ کے بعد آپ کا جسد عنصری مقبرہ بہشتی ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مزار کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

پیارے بچو! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اچانک وفات کا المناک سانحہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک بہت بڑا غیر معمولی صدمہ تھا۔ مگر جماعت نے دینی تعلیم

کے مطابق اسے نہایت صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے اتحاد و اتفاق کو قائم رکھا اور اسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے وجود میں قدرتِ ثانیہ کا چوتھا مظہر عطا کر کے اپنے وعدہ کے مطابق جماعت کے خوف کو امن و سکینت میں بدل دیا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

باب پنجم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا عہدِ خلافت

انتخابِ خلافت رابعہ:

10/جون 1982ء کو حضرت مصلح موعود کی قائم کردہ مجلس انتخابِ خلافت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اچانک وفات پر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد کو اللہ تعالیٰ کے اِذن اور منشاء کے ماتحت جماعت کا چوتھا خلیفہ منتخب کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے مختصر حالاتِ زندگی:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مصلح موعود کے فرزند تھے۔ آپ 18/دسمبر 1928ء کو پیدا ہوئے۔ 1944ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اسی سال آپ کی والدہ محترمہ حضرت سیّدہ مریم بیگم صاحبہ جو خاندانِ سادات میں سے تھیں وفات پا گئیں۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی تک تعلیم حاصل کی اور پھر پرائیویٹ طور پر بی-اے پاس کیا۔ 1949ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور 1953ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ 1955ء میں حضرت مصلح موعود کے ہمراہ یورپ تشریف لے گئے۔ اور لندن کے اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز میں تعلیم حاصل کی۔ جہاں سے اکتوبر 1957ء میں واپس آئے۔ اور پھر دینی خدمات میں ہمہ تن

مصروف ہو گئے۔نومبر 1958ء میں حضرت مصلح موعود نے آپ کو وقفِ جدید کی تنظیم کا ناظم ارشاد مقرر فرمایا۔آپ نے بے حد محنت کی جس کے نتیجے میں اس تنظیم نے تیز رفتاری سے ترقی کی۔نومبر 1960ء سے 1966ء تک آپ نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ رہے۔ 1960ء کے جلسہ سالانہ پر پہلی مرتبہ خطاب فرمایا اور اس کے بعد تاحیات سالانہ جلسوں میں خطاب فرماتے رہے۔ 1961ء میں افتاء کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے۔ 1966ء سے 1969ء تک صدر مجلس خدام الاحمدیہ رہے۔ 1970ء میں فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں جماعت کا مؤقف بتانے والی ٹیم کے ممبر تھے۔1979ء میں آپ صدر مجلس انصار اللہ مقرر ہوئے۔خلیفہ منتخب ہونے تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

خلافت رابعہ کے اہم واقعات

تعمیر بیوت الذکر:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے دور خلافت کے آغاز سے ہی بیوت الذکر کی تعمیر میں غیر معمولی دلچسپی لی۔ 1982ء میں امریکہ میں پانچ نئی بیوت الذکر اور پانچ مشن ہاؤسز کی تعمیر کی طرف توجہ دلائی اور مالی تحریک فرمائی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب امریکہ میں بیت الرحمٰن میری لینڈ سمیت بیوت کی تعداد چالیس ہو چکی ہے۔ کینیڈا میں بیت الاسلام ٹورنٹو بہت بڑی بیت الذکر ہے۔ جرمنی میں آپ نے سو بیوت الذکر کی تعمیر کا منصوبہ دیا جس پر تیزی سے عمل ہو رہا ہے۔حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مخالفین جن بیوت الذکر کو نقصان پہنچائیں اُنہیں از سرِ نو تعمیر کیا جائے۔ بیلجیئم اور ناروے میں نئی بیوت الذکر کی تعمیر کا کام ہو رہا ہے اسی طرح بیت الفتوح کے نام

سے مورڈن لندن کے علاقے میں یورپ کی سب سے بڑی بیت الذکر آپ کے عہد میں تعمیر ہوئی۔ ہجرت کے اُنیس سالوں میں مجموعی طور پر کل 13065 نئی بیوت جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ مشن ہاؤسز اور مراکز کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا۔ یورپ میں 148، امریکہ میں 36، کینیڈا میں 10 اور افریقہ میں 656 مراکز قائم ہو چکے ہیں۔

اسپین میں پہلی بیت الذکر:

خلافت کے منصب پر متمکن ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے پیدروآباد سپین میں 700 سال بعد تعمیر ہونے والی پہلی بیت الذکر کا افتتاح 10 / ستمبر 1982ء کو فرمایا اس کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 9/ اکتوبر 1980ء کو رکھا تھا۔

بیوت الحمد:

سپین میں خدا کا پہلا گھر بیت بشارت بنانے کی خوشی میں شکرانے کے طور پر غریب اور ضرورتمند لوگوں کے لئے مکان بنانے کی اسکیم کا اعلان بیت اقصیٰ ربوہ میں 29/ اکتوبر 1982ء کو فرمایا۔ آپ کے عہد خلافت میں 87 کشادہ اور آرام دہ مکان بن چکے تھے۔ 500 افراد کو گھر کی حالت بہتر بنانے یا وسعت دینے کے لئے رقم دی گئی۔ قادیان میں بھی 37 بیوت الحمد تعمیر کئے گئے جہاں درویشانِ قادیان کے خاندان یا اُن کی بیوائیں رہائش پذیر ہیں۔

ربوہ سے ہجرت:

1974ء سے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف حکومتی سطح پر مخالفت میں

تیزی آ گئی تھی۔26/اپریل 1984ء کو اُس وقت کے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے ایک حکمنامہ جاری کیا جس پر عمل کرنے کی صورت میں احمدی کسی طرح بھی اپنے عقائد کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ خلیفۂ وقت کا کام تو احمدیت کی ترقی، پھیلاؤ اور تربیت ہے۔ اس حکمنامے سے یہ کام کرنا ناممکن تھا۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے وطن سے ہجرت اختیار کی۔ 30/اپریل 1984ء کو اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت وتائید کے ساتھ لندن پہنچ گئے۔ حضور اور جماعت کے لئے یہ بڑا سخت وقت تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ترقی کے نئے نئے سامان پیدا فرمائے۔ حضور بنفس نفیس واپس ربوہ نہ آسکے مگر MTA کے ذریعے دنیا میں ہر جگہ آپ کا دیدار کیا جا سکتا تھا۔

صد سالہ جشن تشکر:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال گذرنے کے شکرانے کے طور پر ایک پروگرام ترتیب دیا تھا۔ جس کا نام ”صد سالہ جشن تشکر“ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی راہنمائی میں انتہائی جوش وخروش اور روحانی مسرتوں کے ساتھ سو ممالک میں تقریبات منعقد ہوئیں۔ معزز مہمانوں کو بلایا گیا۔ نمائشیں لگائی گئیں۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر خبریں شائع ہوئیں۔ تمام احمدیوں نے شکرانے کے نوافل ادا کئے۔ اہم عمارتوں پر چراغاں ہوا۔ مٹھائیاں اور تحائف تقسیم کئے گئے۔ مگر حکومتِ پاکستان نے اہل ربوہ کو کسی شکل اور کسی طریق سے بھی خوشی منانے کی اجازت نہ دی۔ اہل ربوہ نے خدا تعالیٰ کے حضور زیادہ بے کسی اور عاجزی سے دعائیں کیں۔

23/مارچ 1989ء کو بیت الفضل لندن اور ٹورنٹو انٹرنیشنل سنٹر میں بڑے اجتماعات ہوئے۔ قرآن پاک کی منتخب سو آیات کا ترجمہ وسیع پیمانے پر پیش کیا گیا۔

جلسہ سالانہ قادیان:

جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ 1891ء میں قادیان میں منعقد ہوا تھا۔ اس مقدس روایت کو 1991ء میں سو سال پورے ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے قادیان کا سفر اختیار فرمایا۔ 1947ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ قادیان کی مقدس سرزمین پر خلیفۂ وقت نے قدم رکھے۔ اس جلسہ میں ہندوستان بھر کے علاوہ لندن، جرمنی، کینیڈا، جاپان، آسٹریلیا، انڈونیشیا، اور افریقہ سے ہزاروں احمدیوں نے شرکت کی۔ قادیان کے مقدس مقامات کی سیر اور مزارات پر دعائیں کیں۔ عجیب روح پرور ماحول تھا۔ جو ایم ٹی اے پر دکھایا گیا۔

نستعلیق کتابت کا کمپیوٹر اور الرقیم پریس:

حضرت مسیح موعود کے زمانے میں 'اشاعت' کے کاموں میں غیر معمولی تیزی کی جو بشارتیں دی گئی تھیں وہ اس عہد میں اس رنگ میں پوری ہوئیں کہ جدید ترین ایجادات سے استفادہ کی صورت بنی۔ 12/جولائی 1985ء کو کمپیوٹر کے لئے چندہ کی اپیل کی۔ الرقیم پریس قائم ہوا۔ اس سہولت سے جماعت کی کتب و رسائل کی اشاعت کئی گنا بڑھ گئی۔ 7/جنوری 1994ء کو الفضل انٹرنیشنل کا اجراء ہوا۔ عربی رسالہ التقویٰ اور انگریزی رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' بھی اسی پریس میں چھپتے ہیں۔ اب اس رسالہ کی اشاعت دس ہزار سے بڑھ گئی ہے۔ مغربی افریقہ میں بھی پریس لگ چکا ہے۔ کتب کی اشاعت کی تعداد کروڑوں میں ہے۔

تراجم قرآن مجید:

اب تک جماعت احمدیہ 57 زبانوں میں تراجم شائع کرا چکی ہے اور کئی

زبانوں میں ترجمے کا کام ہو رہا ہے۔

ہومیو پیتھی علاج بالمثل:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس طریق علاج کو متعارف اور رائج کرانے میں غیر معمولی محنت فرمائی۔ MTA پر مسلسل 198 پروگرام دیئے۔ جن پر مشتمل کتاب بھی شائع ہوئی۔ دنیا کے کئی ملکوں میں ہومیو پیتھک کلینک کھولنے کے انتظام فرمائے۔ صرف انڈونیشیا میں سو کے قریب کلینک ہیں یہ طریق علاج سستا اور مؤثر ہونے کی وجہ سے جماعت میں بہت مقبول ہے۔ اور غیر از جماعت احباب میں خدمت اور تعارف کا ذریعہ بنتا ہے۔

عالمگیر دعوت الی اللہ اور عالمی بیعتیں:

حضرت اقدس مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق جماعت نے پیغامِ دین حق کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کی سچی تڑپ اور حقیقی لگن سے کام کیا۔ تعلیم و تربیت کے جدید ذرائع سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ ہر احمدی کو داعی الی اللہ قرار دیا۔ جماعت 175 ممالک میں مضبوطی سے قائم ہوئی۔ دس سالوں میں 17 کروڑ افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

سال	بیعتوں کی تعداد
1993	204,308
1994	421,753
1995	847,725
1996	1,602,721
1997	3,004,585
1998	5,004,591

1999	10,820,226
2000	41,308,975
2001	81,006,721
2002	20,654,000
میزان	164,875,605 ماشاءاللہ

خدمت خلق کی جھلکیاں:

...... حبشہ کے قحط زدگان کی امداد کے لئے 9/نومبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں تحریک فرمائی۔

...... شہدائے احمدیت کے ورثاء کیلئے سیدنا بلالؓ فنڈ قائم کرنے کا اعلان 14/مارچ 1986ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

...... توسیع مکان بھارت فنڈ: ہندوستان کی جماعتوں کی مالی ضروریات پوری کرنے کی 28/مارچ 1986ء کو تحریک فرمائی۔

...... 17/اکتوبر 1986ء کو ال سلواڈور کے متاثرین زلزلہ کے لئے مالی امداد کی تحریک فرمائی۔

...... افریقہ کے فاقہ زدہ ممالک کیلئے مالی امداد کی تحریک 18/جنوری 1991ء کو خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمائی۔

...... لائبیریا سے ہجرت کر کے غانا نائجیریا اور سیرالیون جانے والوں کے لئے امداد کا اعلان 26/اپریل 1991ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

...... HUMANITY FIRST کے نام سے ایک تنظیم قائم فرمائی جس کے اغراض و مقاصد 28/اگست 1992ء کے خطبہ میں بیان فرمائے۔

حضور نے فرمایا:-

''اب وقت آ گیا ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر سطح پر ریڈ کراس وغیرہ کی طرز پر خدمت خلق کی ایک ایسی تنظیم بنائے جو بغیر رنگ و نسل کے امتیاز کے انسانوں کی خدمت کرے اس میں صرف احمدیوں کو ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے شریف النفس انسانوں کو شامل کیا جائے گا اور سب کی مالی مدد سے اس کو چلایا جائے گا۔''

...... بوسنیا اور صومالیہ کے متاثرین کے لئے مدد کی تحریک 30/ اکتوبر 1992ء کے خطبہ جمعہ میں فرمائی۔

...... بوسنیا کے آفت زدگان کے لئے 29/جنوری 1993ء کو بھی تحریک فرمائی۔

...... روانڈہ کے مظلومین کے لئے 22/جنوری 1999ء کے خطبہ جمعہ میں مدد کی تحریک فرمائی۔

...... قدرتی آفات، جنگلوں میں آگ اور دیگر کئی قسم کے عذابوں سے متاثر انسانیت کی خدمت کیلئے احمدی نوجوانوں نے رضا کارانہ عملی خدمت کی۔ خواتین نے بھی ایک مثال قائم کی۔ 1985ء میں ایک ہزار احمدی خواتین نے اپنی آنکھیں عطیہ کیں۔ ربوہ میں بلڈ بنک اور آئی ڈونرز اسکیم کے تحت مستقل منصوبہ بندی سے کام ہو رہا ہے۔

کفالتِ یتامیٰ:

جنوری 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے کفالت یکصد یتامیٰ کمیٹی کا منصوبہ پیش فرمایا۔ اس کام میں آپ کی ذاتی توجہ اور دعاؤں سے اس قدر برکت پڑی کہ ڈیڑھ ہزار یتامیٰ کو اس کا فیض پہنچ رہا ہے۔ ان بچوں کی جسمانی ضروریات

کے ساتھ روحانی تربیت کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔حضور نے گھروں میں یتامیٰ کو اپنے بچوں کی طرح رکھنے کی اہمیت بھی بیان فرمائی۔ بوسنیا، افریقہ اور عراق میں جنگ اور سیاسی ابتری سے متاثر ہونے والے بچوں کی مدد کی تحریک فرمائی۔

دارالاکرام کے نام سے ربوہ میں ایک ہوسٹل تعمیر ہوا جس میں والدین کی شفقت سے محروم بچوں کو عزت سے رکھنے کا انتظام ہے۔

وقف نو اسکیم:

جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر 3/اپریل 1987ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جماعت کے سامنے اپنے بچوں کو پیدائش سے قبل دین حق کی خاطر وقف کرنے کا منصوبہ پیش فرمایا۔ یہ منصوبہ بہت دوررَس اور فائدہ مند اثرات کا حامل تھا۔آپ نے وقف کرنے والے والدین اور بچوں کے لئے بہت دعائیں کیں اور تربیت کے مخصوص طریق سمجھائے۔ جماعت نے حسب معمول اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا خصوصاً خواتین نے قربانی کی مثالیں قائم کیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے اس تحریک میں شمولیت کی تمنا میں بعض بے اولاد جوڑوں کو بچے عطا ہوئے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ واقفین نو میں لڑکوں کی تعداد لڑکیوں سے زیادہ ہے۔کل واقفین نو قریباً 26,000 ہو چکے ہیں۔

جلسہ ہائے سالانہ برطانیہ:

دورِ ہجرت میں برطانیہ میں خلیفۃ المسیح کی موجودگی نے جلسہ ہائے سالانہ برطانیہ کو ایک لحاظ سے مرکزی حیثیت دے دی۔ ساری دنیا سے احمدی خواتین و احباب جولائی کے آخر میں کشاں کشاں لندن پہنچتے۔حضور کے خطبات، نئی نظمیں، عالمی بیعت کے نظارے اور دورانِ سال ہونے والے الٰہی انعام وافضال کی بارشوں

کا ذکر سنتے۔MTA نے جلسہ برطانیہ کو ہر احمدی گھر تک پہنچا دیا۔ربوہ میں جلسہ کی اجازت نہ ملنے سے محرومی کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح دور فرما دیا۔ برطانیہ کے علاوہ کئی دوسرے ممالک مثلاً کینیڈا اور جرمنی میں بڑے جلسے ہونے لگے۔جلسوں میں حضور کی شرکت روحانی لطف کو دوبالا کر دیتی۔اپنی زندگی کے آخری جلسے میں آپ نے فرمایا:-

''خدا تعالیٰ کے فضل سے 175 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے۔میری ہجرت کے اٹھارہ سالوں میں 84 نئے ممالک جماعت احمدیہ کو ملے ہیں۔اس سال 5498 نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا۔جن میں سے 4485 مقامات پر باقاعدہ نظام جماعت قائم ہو چکا ہے۔رواں سال میں 944 بیوت الذکر 138 مشن ہاؤسز اور دو کروڑ سے زائد افراد کی جماعت احمدیہ میں شمولیت ہوئی۔''

ایم ٹی اے(MTA):

7/جنوری 1994ء کو خطبہ جمعہ سے ایم ٹی اے کی باقاعدہ نشریات کا آغاز ہوا۔ ہر احمدی جو خلیفۂ وقت سے دوری کا درد محسوس کر رہا تھا۔ان نشریات سے بہت خوش ہوا۔گویا حضور گھر گھر آ گئے۔ایم ٹی اے جہاں بڑوں کے لئے علم میں اضافے اور سکون کا باعث بنا وہاں بچوں کی تربیت اور خلافت سے وابستگی کا ذریعہ بھی بنا۔ 1994ء میں جماعت احمدیہ امریکہ اور کینیڈا کی مشترکہ کوششوں سے ارتھ اسٹیشن کا قیام عمل میں آیا۔1995ء میں انٹرنیٹ پر احمدیہ ویب سائٹ قائم ہوئی۔یکم اپریل 1996ء سے چوبیس گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔7/جولائی 1996ء گلوبل بیم کے ذریعے نشریات جاری ہوئیں۔1999ء میں ڈیجیٹل نشریات کا آغاز ہوا۔حضرت

خلیفۃ المسیح الرابع کے سب خطباتِ جمعہ اور جلسہ ہائے سالانہ کی تقاریر کے علاوہ سلسلہ وار پروگراموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

انگریزی بولنے والے دوستوں سے ملاقات	150	پروگرام
اردو بولنے والے دوستوں سے ملاقات	160	"
ہومیوپیتھی کلاس	198	"
ترجمۃ القرآن کلاس	305	"
لقاء مع العرب	472	"
اردو کلاس	460	"
بچوں کی کلاس	300	"
فرنچ ملاقات	209	"
بنگلہ ملاقات	128	"
جرمن ملاقات	130	"
لجنہ سے ملاقات	130	"
اطفال سے ملاقات	45	"
اعتراضات کے جوابات	37	"
کل	2,724	پروگرام

دورۂ انڈونیشیا:

انڈونیشیا میں احمدیہ جماعت 1925ء میں قائم ہوئی تھی۔ محترم مولانا رحمت علی صاحب وہاں پہلے مربی متعین کئے گئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع پہلے خلیفۃ المسیح تھے جنہوں نے انڈونیشیا کا دورہ کیا۔ آپ نے 19/جون سے 11/جولائی

2000ء تک اس ملک کا دورہ کیا۔ انڈونیشیا کے صدر سے ملاقات ہوئی۔ ایک بیت الذکر اور اسکول کا سنگ بنیاد رکھا۔ ایک پر ہجوم پریس کانفرنس سے جس میں ریڈیو، ٹیلیویژن اور اخبارات کے نمائندے شامل تھے' خطاب فرمایا اس طرح وسیع پیمانے پر جماعت احمدیہ کا تعارف ہوا۔ ملکی سطح پر رہنماؤں سے ملاقاتوں، خطابات اور مجالس سوال جواب کے مواقع ملے۔ انڈونیشیا میں 542 جماعتیں 289 بیوت الذکر اور 110 مشن ہاؤسز ہیں۔

مریم شادی فنڈ:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی کی آخری مالی تحریک غریب بچیوں کی شادی کے اخراجات کے لئے ایک فنڈ قائم کرنے کے لئے 21رفروری 2003ء کا خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے کی تھی ایک ہفتہ میں ایک لاکھ پاؤنڈ جمع ہو گئے۔ 28رفروری کے خطبہ جمعہ میں آپ نے اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھا اور فرمایا:-

> ''اُمید ہے اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔''

(الفضل انٹرنیشنل 4راپریل 2003ء)

تصانیف:

ا۔ مذہب کے نام پر خون	1962ء
۲۔ ورزش کے زینے	1965ء
۳۔ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا	1968ء

۴۔	آیت خاتم النبیین کا مفہوم اور جماعت احمدیہ کا مسلک	1968ء
۵۔	سوانح فضل عمر حصہ اوّل	1975ء
۶۔	سوانح فضل عمر حصہ دوم	1975ء
۷۔	ربوہ سے تل ابیب تک	1976ء
۸۔	وصالِ ابن مریمؑ	1979ء
۹۔	اہل آسٹریلیا سے خطاب اُردو اور انگریزی	1983ء
۱۰۔	مجالس عرفان 84-1983ء کراچی	1989ء
۱۱۔	سلمان رُشدی کی کتاب پر محققانہ تبصرہ	1989ء
۱۲۔	خلیج کا بحران اور نظام جہان نو	1992ء
۱۳۔	Islam's Response to Contemporary Issues	1992ء
۱۴۔	ذوقِ عبادت اور آدابِ دعا	1993ء
۱۵۔	Christianity A Journey from Facts to Fiction	1994ء
۱۶۔	زھق الباطل	1994ء
۱۷۔	کلامِ طاہر (کراچی)	1995ء
۱۸۔	حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ (کراچی)	1995ء
۱۹۔	Revelation, Rationality Knowledge and Truth	1998ء
۲۰۔	قرآن کریم کا اُردو ترجمہ	2000ء
۲۱۔	بے شمار خطبات و لیکچرز	

جماعت کی ترقی کی رفتار:

1982ء میں خلافت رابعہ کے آغاز کے وقت جماعت 80 ممالک میں قائم تھی۔ 2003ء میں حضور کی وفات کے وقت جماعت 175 ممالک میں قائم ہو

چکی تھی۔مختلف ممالک میں نئی جماعتوں کے قیام میں غیر معمولی اور حیرت انگیز اضافہ کا اندازہ اس سے لگائیے کہ 85-1984ء میں 28 نئی جماعتیں قائم ہوئی تھیں۔ہجرت کے 19 سالوں میں دنیا بھر میں 35358 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

حضور کی وفات:

حضور کی انتھک محنتوں اور کاوشوں نے اُن کی صحت پر برا اثر ڈالا تاہم آپ کام کام اور کام میں مگن رہے بالآخر 19/اپریل 2003ء یہ بچوں اور بڑوں کا محبوب آقا جماعت کو سوگوار چھوڑ کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گیا۔23/اپریل بروز بدھ آپ کے جسد اطہر کو اسلام آباد ٹلفورڈ میں اماناً سپردِ خاک کر دیا گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَط

باب ششم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا عہدِ خلافت

ابتدائی حالات وانتخاب خلافت:

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز 15 ستمبر 1950ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد مرحوم و محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعود کے پڑپوتے، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نواسے ہیں۔ آپ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی اے کیا۔ 1976ء میں ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامکس میں حاصل کی۔ 1977ء سے غانا مغربی افریقہ میں تعلیمی میدان میں جماعتی خدمات کا آغاز کیا۔ مارچ 1985ء سے نائب وکیل المال ثانی مقرر ہوئے۔ 1994ء میں آپ کا تقرر بطور ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ہو گیا۔ 10 دسمبر 1997ء کو ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مقرر ہوئے۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ میں قابل قدر خدمات کیں۔ 1999ء میں کچھ عرصہ اسیر راہِ مولا رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ 31 جنوری 1977ء کو آپ کی شادی مکرمہ سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ بنت محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ مرحومہ و مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔ آپ کے دو بچے ہیں۔ بیٹی محترمہ امۃ الوارث فاتح صاحبہ اور بیٹا

محترم مرزا وقاص احمد ہیں۔

آپ 22/اپریل 2003ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ منتخب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر وصحت میں برکت دے اور اشاعت دین کے کاموں میں روح القدس سے مدد فرمائے آمین۔

حضور نے پہلی بیعت عام سے قبل مختصر خطاب فرمایا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

''احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر زور دیں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔''

خلافت خامسہ کے اہم واقعات

افتتاح بیت الفتوح (مورڈن) لندن:

مغربی یورپ کی سب سے بڑی بیت الذکر بیت الفتوح کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے 3/اکتوبر 2003ء کو خطبہ جمعہ ارشاد کر کے فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 19/اکتوبر 1999ء کو اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ سنگ بنیاد میں آپ نے بیت المبارک قادیان کی اینٹ رکھی۔ اس کا رقبہ 5.2/ایکڑ ہے جو 1996ء میں 2.23 ملین پاؤنڈ سے خریدا گیا۔ گنبد کا قطر 15.5 میٹر ہے جو چھت سے آٹھ میٹر اور گراؤنڈ کی سطح سے 23 میٹر اونچا ہے۔ مینار

کی اونچان 25.5 میٹر ہے۔ بیت الفتوح زنانہ و مردانہ ہال میں قریباً چار ہزار جبکہ دیگر ہالز کو ملا کر کل دس ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے اس بیت میں وسیع و عریض طاہر، ناصر، اور نور ہال ہیں۔ جماعت کے دفاتر، کانفرنس روم، لائبریری اور جمنیزیم بھی موجود ہے۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا کا قیام:

کینیڈا میں پہلی بار مسس ساگا ٹورنٹو میں جامعہ احمدیہ قائم ہوا جس کا افتتاح 7ر ستمبر 2003ء کو ہوا۔

خلافت خامسہ کے آغاز پر جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پہلی بار ہونے والے واقعات

...... انتخابِ خلافت کے متعلق اعلانات، اطلاعات ساری دنیا کے احمدیوں نے ایم ٹی اے کے ذریعے بیک وقت دیکھے اور سنے۔

...... دلی طمانیت و سکون کے ساتھ ہر دل نے براہِ راست بیعت کی۔

...... پہلی بار انتخابِ خلافت برصغیر سے باہر یورپ میں ہوا۔

...... پہلی بار مسجد فضل لندن میں انتخاب ہوا۔ اس بیت کو چار خلفا کے قدم چومنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

...... پہلی بار کسی خلیفہ کا انتقال برصغیر سے باہر ہوا۔

...... پہلی بار رحلت کرنے والے خلیفہ کا آخری دیدار اور تدفین کے مراحل اپنی آنکھوں سے دیکھے گئے۔

...... نمازِ جنازہ میں شرکت کی نئی صورت ہوئی کہ جس وقت لندن میں نمازِ جنازہ پڑھائی گئی ہر ملک میں مقامی طور پر مقامی امام کی اقتدا میں نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔

...... خلیفۂ خامس نے حضرت مسیح موعود کا کوٹ حضرت مصلح موعود کی انگوٹھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی پگڑی زیب تن کر رکھی تھی۔

باب ہفتم

ضروری معلومات

مجلس انتخاب اور خلیفہ کا حلف:

مجلس انتخابِ خلافت کا ہر رُکن انتخاب سے پہلے یہ حلف اُٹھاتا ہے:-

''میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اعلان کرتا ہوں
کہ میں خلافت احمدیہ کا قائل ہوں اور کسی ایسے شخص کو ووٹ نہیں
دوں گا جو جماعت مبائعین سے خارج کیا گیا ہو یا اس کا تعلق
احمدیت یا خلافت احمدیہ کے مخالفین سے ثابت ہو۔''

جب خلافت کا انتخاب عمل میں آجائے تو منتخب شدہ خلیفہ لوگوں سے بیعت لینے سے پہلے یہ حلف اُٹھاتا ہے کہ:-

''میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں
خلافت احمدیہ پر ایمان رکھتا ہوں اور میں اُن لوگوں کو جو خلافت
احمدیہ کے خلاف ہیں باطل سمجھتا ہوں اور میں خلافت احمدیہ کو
قیامت تک جاری رکھنے کے لئے پوری کوشش کروں گا اور
(دین حق) کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے
انتہائی کوشش کرتا رہوں گا اور میں ہر غریب اور امیر احمدی کے

حقوق کا خیال رکھوں گا اور قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی
ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر
بھی اور اجتماعی طور پر بھی کوشاں رہوں گا۔''

سلسلہ احمدیہ سے تعلق رکھنے والی اہم تاریخیں:

حضرت مسیح موعود کی پیدائش 1835ء
تعمیر بیت اقصیٰ قادیان 1876ء
ماموریت کے الہام مارچ1882
ولادت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی 12/جنوری1889ء
سلسلہ بیعت کی ابتدا بمقام لدھیانہ 23/مارچ1889
پہلا جلسہ سالانہ دسمبر1891ء
تعلیم الاسلام ہائی اسکول کا قیام 1898ء
منارۃ المسیح کی بنیاد مارچ1903ء
مدرسہ احمدیہ کی بنیاد 1906ء
حضرت مسیح موعود کی وفات بمقام لاہور 26/مئی1908ء
جماعت احمدیہ میں خلافت کی ابتداء 28/مئی1908ء
ولادت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث 16/نومبر 1909ء
اخبار الفضل کا اجراء 19/جون1913ء
حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا وصال 13/مارچ1914ء
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا انتخاب 14/مارچ1914ء
مجلس مشاورت کا قیام 1922ء

لجنہ اماء اللہ کا قیام	1922ء
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پہلا سفر یورپ	1924ء
ولادت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع	18/دسمبر 1928ء
خدام الاحمدیہ کا قیام	1938ء
خلافت جوبلی	1939ء
انصار اللہ کا قیام	1940ء
قادیان سے ہجرت	1947ء
جماعت احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ کا قیام	20/ستمبر 1948ء
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا دوسرا سفر یورپ	1955ء
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات	08/نومبر 1965ء
انتخابِ خلافت ثالثہ	08/نومبر 1965ء
حضرت خلیفہ ثالث کی وفات	08/جون 1982ء
انتخابِ خلافت رابعہ	10/جون 1982ء
بیت بشارت اسپین کا افتتاح	10/ستمبر 1982ء
بیت الہدیٰ آسٹریلیا کا سنگ بنیاد	اگست 1983ء
امتناعِ قادیانیت آرڈیننس حکومت پاکستان	26/اپریل 1984ء
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ربوہ سے ہجرت	29/اپریل 1984ء
سیدنا بلال فنڈ کا قیام	14/مارچ 1986ء
بیت الاسلام کینیڈا کا سنگ بنیاد	20/ستمبر 1986ء
وقف نو تحریک کا اجراء	03/اپریل 1987ء
معاندین کو مباہلہ کا چیلنج	10/جون 1988ء

صدسالہ جشن تشکر کا آغاز.. 23/مارچ 1989ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا تاریخی سفر قادیان .... دسمبر 1991ء

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات 3/اپریل 1992ء

پہلی عالمی بیعت .... جولائی 1993ء

الفضل انٹرنیشنل کا اجراء... 07/جنوری 1994ء

MTA کی چوبیس گھنٹے نشریات کا آغاز 07/جنوری 1994ء

MTA کی نشریات SKY ڈیجیٹل پر.............................. 07/ستمبر 2001ء

مریم شادی فنڈ کا قیام ....21،28/فروری 2003ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی رحلت.............................. 19/اپریل 2003ء

انتخابِ خلافت خامسہ اور پہلی بیعت 22/اپریل 2003ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تدفین.............................. 23/اپریل 2003ء

بیت الفتوح مورڈن UK کا افتتاح 03/اکتوبر 2003ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا پہلا دورہ جرمنی ....20 تا 31/اگست 2003ء

جماعت کے چند وفات یافتہ بزرگوں کا تعارف

جماعت کے چند وفات یافتہ خدمت گذاروں کا تعارف اور مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔ اِن کے، اور دیگر مخلصین جماعت کے متعلق مزید معلومات حاصل کر کے ان کی خوبیوں کو اپنانے کی کوشش کر کے ہم بھی اچھے خدمت گذار بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے اچھے نقوش قدم پر چلائے۔ آمین

حضرت صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ:

آپ حضرت اقدس مسیح موعود کی بڑی بیٹی تھیں۔ 1897ء میں قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی تھی کہ آپ نواب ہوں گی اور زیور میں نشو ونما پائیں گی۔ یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ آپ نے علم کا زیور حاصل کیا اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے شادی ہونے کے وجہ سے نواب نام ملا اس طرح دین و دنیا کی نعمتیں نصیب ہوئیں۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کو قریب سے دیکھا تھا۔ حافظہ، مشاہدہ اور قوتِ بیان بہت اچھی تھی۔ آپ کا بیان کیا ہوا ذکر حبیب تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ آپ اعلیٰ درجہ کی شاعرہ تھیں۔ آپ کی نظمیں جماعت میں بہت مقبول ہیں۔ آپ جماعت کے سب افراد کے لئے دعائیں کرتیں اور مناسب رہنمائی اور تربیت فرماتیں آپ نے 23/مئی 1977ء کو ربوہ میں وفات پائی۔

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ:

آپ حضرت اقدس مسیح موعود کی چھوٹی بیٹی تھیں۔ 1904ء میں قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی فرمائی تھی 'دُختِ کرام'۔ حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب سے شادی ہوئی۔ مجسم انکسار، دعا گو اور پاکباز خاتون تھیں۔ آپ 6/مئی 1987ء کو ربوہ میں فوت ہوئیں۔

حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی:

آپ حضرت اماں جان کے بھائی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی بڑی بیٹی تھیں۔ آپ 7/اکتوبر 1918ء کو پیدا ہوئیں۔ 30/ستمبر 1935ء کو حضرت

خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ شادی ہوئی۔1948ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کا امتحان پاس کیا 39 سال تک بحیثیت صدر لجنہ اماء اللہ گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔آپ بہت قابل خاتون تھیں۔تحریر اور تقریر کا بہت پیارا انداز تھا۔آپ کے عہد صدارت میں لجنہ اماءِ اللہ کے بہت سے اہم کام ہوئے۔آپ نے لجنہ کی تاریخ بھی مرتب کروائی۔3/نومبر 1999 کو ربوہ میں وفات پائی۔

حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث:

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم و حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی بیٹی تھیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی چالیس سالہ رفاقت میں کمال وفا اور اخلاص سے خدمات بجالاتی رہیں۔3/دسمبر 1981ء کو اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئیں۔

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع:

آپ صاحبزادہ مرزا رشید احمد ابن صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی بیٹی تھیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ ہجرت کی اور دورِ مہجوری ثابت قدمی سے ساتھ نبھایا۔آپ غریبوں کی ہمدرد تھیں۔1991ء میں قادیان کے یادگار تاریخی سفر کے بعد 3/اپریل 1992ء کو انتقال کر گئیں۔اسلام آباد ٹلفورڈ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے پہلو میں دفن ہیں۔

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب:

حضرت اقدس مسیح موعود کے رفیق تھے۔بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے۔1962ء میں یونائیٹڈ نیشنز (UN) کی جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے۔انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس (عالمی عدالت انصاف) کے جج کی حیثیت سے کام کیا۔

تحریک پاکستان میں خدمات سرانجام دیں۔قائداعظم محمد علی جناح کے بااعتماد ساتھی تھے۔ 1947ء سے 1954ء تک پاکستان کے وزیر خارجہ رہے۔آپ نے قرآن مجید، حدیث کی کتاب اور حضرت مسیح موعود کی کچھ کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا آپ سلسلہ کے کاموں میں دل کھول کر خرچ کرتے۔غریب طلباء اور ضرورتمندوں کی مدد کرتے۔آپ نے اپنی زندگی کے حالات پر مشتمل ایک کتاب ''تحدیث نعمت'' لکھی جو ایک مانی ہوئی تاریخی اہمیت کی حامل دلچسپ کتاب ہے۔اس کے علاوہ بھی آپ کی تقاریر اور مضامین دینی و علمی لحاظ سے بلند درجے کے ہیں۔آپ 2/ستمبر 1985ء کو لاہور میں فوت ہوئے۔

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری:

آپ انتھک محنت کرنے والے ممتاز عالم دین تھے۔تقریر اور مناظرہ میں خاص مہارت حاصل تھی بہت سی کتب تحریر کیں۔ 5/ستمبر 1980ء کو ربوہ میں وفات پائی۔

حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ:

جماعت میں بحیثیت ''مفتی'' طویل عرصہ خدمات سرانجام دیں اُن کے علم کی وُسعت، دین کی سمجھ اور قوت فیصلہ حیرت انگیز تھی۔کینیڈا میں 25/اکتوبر 1989ء کو وفات پائی۔انتہائی سادہ اور مخلص احمدی تھے۔

محترم شیخ محمد احمد مظہر صاحب:

مشہور و معروف علمی شخصیت تھے۔حضرت مسیح موعود کے اس دعویٰ کا کہ عربی زبان سب زبانوں کی ماں ہے آپ نے تحقیقی ثبوت پیش کیا۔اس غرض کے لئے

پچاس زبانوں کا مطالعہ کیا۔آپ نے زندگی بھر جماعت کی خدمات میں سخت محنت کی ۔28رمئی1993ءکووفات پائی۔

محترم محمد حسین صاحب سبز پگڑی والے:

حضرت اقدس مسیح موعود کے رفقاء میں سے آخری نشانی تھے۔آپ نے 9سال کی عمر میں بیعت کی تھی ۔19رجون1994 کووفات پائی۔

محترم پروفیسر ڈاکٹرعبدالسلام صاحب:

جھنگ میں 29رجنوری1926ءکو پیدا ہوئے۔ پوری دنیا میں سائنسدان کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ سائنس کا اعلیٰ ترین انعام نوبل پرائز 1979ء میں حاصل کرنے والے پہلے احمدی پاکستانی سائنسدان تھے۔آپ کی ڈگریوں، اعزازی ڈگریوں اور انعامات کی فہرست بہت طویل ہے جو دنیا کے کئی ممالک نے آپ کو پیش کیے۔ٹریسٹ اٹلی میں فزکس کی تعلیم سے مخصوص ایک ادارہ قائم کیا درجن بھر کتب کے علاوہ250 سے زائد سائنسی مقالے تحریر کیے۔انتہائی سادہ اورمخلص تھے۔ مالی قربانی کے عادی تھے۔آکسفورڈ انگلینڈ میں 21رنومبر1996ءکو وفات پائی۔

محترم صاحبزادہ مرزاغلام قادراحمد صاحب:

21رجنوری 1962ء کو پیدا ہوئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے پڑپوتے،حضرت صاحبزادہ مرزابشیراحمد کے پوتے اورصاحبزادہ مرزامجیداحمد کے بیٹے تھے۔ حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحب اور صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے نواسے تھے۔ جارج میسن یونیورسٹی امریکہ سے کمپیوٹر کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

زندگی وقف تھے۔ ربوہ میں جماعت کے دفاتر میں کمپیوٹر نظام کو رائج کیا۔ مخلصانہ خدمت دین کرنے والے تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعود کے پہلے فرد تھے جنہیں شہادت کا رُتبہ ملا حضرت مسیح موعود کا الہام ''غلام قادر آئے گھر نور اور برکت سے بھر گیا **رَدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ** '' آپ کی ذات میں پورا ہوا۔ 14 / اپریل 1999ء کو آپ کی شہادت ہوئی۔

محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب:

آپ حضرت مسیح موعود کی پوتی، حضرت مصلح موعود کی بیٹی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی بہن اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی خوشدامن تھیں۔ آپ انتہائی عبادت گذار، مخلص، دیندار، غریبوں کی ہمدرد، بہت دعا گو اور صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھیں۔ انتہائی سادہ طبیعت کی مالک تھیں۔ 18 / جولائی 2001ء کو وفات پائی۔

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ:

آپ حضرت مسیح موعود کے پوتے، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کے بیٹے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے داماد تھے۔ آپ عالمی شہرت رکھنے والے ماہر اقتصادیات تھے۔ بین الاقوامی اقتصادی اداروں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ پاکستان میں فنانس سیکرٹری، ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن، اور صدرِ پاکستان کے مشیر برائے اقتصادی امور بھی رہے۔ آپ متقی، دیندار اور مخلص خادمِ احمدیت تھے۔ 1989ء سے امریکہ کے امیر کے طور پر تاریخی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ 23 / جولائی 2002ء کو امریکہ وفات پائی۔

حرفِ آخر

پیارے بچو! تم سب سچے دل سے حضور کی اطاعت کرنے کی کوشش کرو اور دین کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کرو تا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر خوش ہو اور جلد ہمیں وہ دن دکھلائے۔ جب کہ احمدیت کے ذریعے ساری دنیا میں دین حق کا جھنڈا بلند ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو بشارتیں حضرت مسیح موعود کو دی تھیں ہم اپنی آنکھوں سے انہیں پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔

احمدی بچوں کو خلافت کے بارہ میں المصلح الموعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی یہ وصیت ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ:-

''میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔''

(الفضل 20رمئی 1959ء)

اطفال الاحمدیہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُـهٗ

”مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ (دین حق) اور جماعت احمدیہ، قوم اور وطن کی خدمت کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔ ہمیشہ سچ بولوں گا۔ کسی کو گالی نہیں دوں گا اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تمام نصیحتوں پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ انشاءاللہ“

ناصرات الاحمدیہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُـهٗ

”مَیں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہوں گی اور سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی۔ انشاءاللہ“